﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾☆(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَحْمُوْداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۶ جمعۃ المبارک ۲۲/اکتوبر ۱۹۹۹ء شمارہ ۴۳

۱۲/رجب ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۲۲/اخاء ۱۳۷۸ ہجری شمسی

دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

لَا یَرُدُّ القَضاءَ اِلاَّ الدُّعاء

دعا کو وہ طاقت حاصل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کو بھی بدل دیتی ہے

(جامع ترمذی کتاب القدر باب لا یرد القضاء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ اخلاق اور آپؑ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس اصحاب حضرت ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چوہدری نظام دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر تعارف کے ساتھ اُن کی بیان کردہ بعض دلچسپ اور ایمان افروز روایات۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز کے دوسرے اجلاس سے خطاب کا خلاصہ

(قسط نمبر۳)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ سے اپنے اختتامی خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

حضرت ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رضی اللہ عنہ

ابن عبد العلی خان صاحب سکنہ رامپور ضلع مراد آباد، یوپی

تعارف:— آپؓ ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۰ء میں "ازالہ اوہام" پڑھ کر بیعت کا خط لکھ دیا اور پہلی مرتبہ ۱۹۰۴ء میں (مقدمہ کرم دین کے موقع پر) زیارت کی سعادت حاصل کی۔ آپ ۱۹۲۰ء میں قادیان آگئے۔ ایک لمبا عرصہ ناظر امور عامہ اور ناظر اعلیٰ کے عہدوں پر فائز رہے۔ تقسیم ملک کے بعد لاہور میں سکونت اختیار کی اور ۲۶/ فروری ۱۹۵۴ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپ اعلیٰ پایہ کے شاعر تھے اور "کلام گوہر" کے نام سے آپ کا کلام شائع ہو چکا ہے۔

پسماندگان:— ممتاز علی خان صاحب، ہادی علی خان صاحب، عبداللہ خان صاحب، رضا علی صاحب، اسماعیل صاحب، حبیب اللہ خان صاحب، مولانا عبدالمالک خان صاحب، سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ کرنل اوصاف علی خانصاحب، زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ خلیل احمد مونگیری صاحب، محمد اسحاق صاحب، عبدالرحمان صاحب، سعیدہ بیگم صاحبہ، محمودہ بیگم صاحبہ، رشیدہ بیگم صاحبہ، راضیہ بیگم صاحبہ۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

ہر نبی کا اصل ہتھیار دعا تھا

دعا کرنا ایک قوت مقناطیسی رکھتا ہے اور فضل اور رحمت کو کھینچتا ہے

(احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں دعا اور اس کی تاثیرات کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۸/اکتوبر ۱۹۹۹ء)

لندن (۸/اکتوبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ التوبہ کی آیت ۱۰۴ کی تلاوت اور ترجمہ پیش کیا اور فرمایا کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے جیسا دعاؤں پر انسانی یقین کو کامل کیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس سے پہلے کبھی کسی نبی نے دعاؤں کے مضمون کو اس زور اور قوت سے چھیڑا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہر نبی کا اصل ہتھیار دعا تھا لیکن جب اور نبیوں کا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ کیا جائے تو بہت بڑا فرق دکھائی دیتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں مختلف احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کرتے ہوئے مضمون کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ذوالنون (حضرت یونسؑ) نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا کی لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ۔ اس دعا کو جو بھی مسلمان کسی ابتلا کے وقت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔

اسی طرح حدیث میں ہے کہ قضا و قدر کو صرف دعا ہی ٹال سکتی ہے اور عمر کو صرف نیکی ہی بڑھا سکتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس حدیث کے دوسرے حصہ کی کسی قدر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اصل تو جو عمر مقدر ہے اس سے آگے نہیں جا سکتی۔ مگر اس مقدر سے پہلے لوگ اپنی غلطیوں کی وجہ سے یا دوسروں کی غلطیوں کی وجہ سے یا حادثات کے نتیجہ میں فوت ہوتے رہتے ہیں۔ قضا و قدر کا ایک آخری کنارا ہے۔ آخری موت کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اس سے پہلے مرنے کے بے انتہا امکانات ہیں۔ ان امکانات کے پیش نظر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عمر کو نیکی ہی بڑھا سکتی ہے۔

اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے یہ حدیث بھی پیش کی جس میں حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جو چاہتا ہے کہ تکلیف کے وقت خدا اس کی دعا قبول کرے تو اسے چاہئے کہ فراخی اور آرام کے وقت دعا کرے۔ ورنہ ضرورت کے وقت تو دہریہ بھی خدا خدا کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے باب الدعاء کھولا گیا گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دئے گئے۔ ان میں سب سے اہم دنیا و آخرت میں عافیت طلب کرنا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ اول

روایات:— میں نے ۱۸۸۸ء میں جبکہ فتح پور ہسوہ صوبہ یوپی میں میٹرک میں تعلیم پاتا تھا۔ ریاض الاخبار گورکھپور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط بنام الیگزنڈر رسل ویب سفیر امریکہ فلپائن آئی لینڈز پڑھا۔ اور اپنے بھائی نوازش علی خاں مرحوم اور سید امیر حسن سے کہا کہ گواہ رہنا۔ اگر میں مر جاؤں کہ آخر زمانہ کا آنے والا مصلح آگیا۔ اور (وہ) حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان ہیں۔

۱۸۹۲ء میں مولوی تفضّل حسن صاحب اٹاوی سے ملاقات ہوئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ حضرت اقدس کے مرید ہیں تو میں نے انکے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ پھر ۱۹۰۰ء میں پہلی بار مولوی تفضّل حسن صاحب مرحوم بہو گاؤں میں تحصیلدار تھے اور میں تین ماہ کے لئے نائب تحصیلدار ہو کر گیا تو انہوں نے مجھے ازالہ اوہام پڑھنے کو دیا۔ اس وقت مجھے دلائل اور دعوے کی پوری تفصیل معلوم ہوئی۔ میں نے فوراً بیعت کا خط لکھدیا۔ ۱۹۰۴ء میں مئی کے مہینے میں میں پہلی بار سفر قادیان کے لئے میرٹھ سے روانہ ہوا۔ بٹالہ کے سٹیشن پر مجھے معلوم ہوا کہ حضرت اقدس گورداسپور بسلسلہ مقدمہ کرم دین تشریف فرما ہیں۔ میں نے گورداسپور کا ٹکٹ لے لیا۔ گورداسپور پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضور اب کچہری آنے کے لئے مکان سے روانہ ہو چکے ہیں۔ میں نے اپنے ہم سفر امتیاز احمد صاحب وفا احمدی مرحوم کو مع سامان قیام گاہ پر بھیج دیا اور خود پیدل کچہری گیا۔ ابھی حضور تشریف نہیں لائے تھے۔ پس جس راستہ سے آتے تھے اسپر چل پڑا۔ کچھ دور جا کر ایک مجمع آتا دیکھ کر ٹھہر گیا۔ حضرت رتھ میں تشریف لا رہے تھے۔ میں نے رتھ رکوایا۔ ایک صاحب نے باہر منہ نکال کر دیکھا۔ میرے دل نے کہا کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ ہی ہیں۔ وہ مولوی محمد احسن صاحب مرحوم تھے۔ میں رتھ کے قریب گیا تو حضور نے مجھے دیکھ کر میرا نام لے کر آواز دی میں نے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کیا اور ساتھ ہو لیا۔ حضور کچہری میں سڑک کے کنارہ شیشم کے درختوں کے نیچے فرش پر مع ہمراہیان بیٹھ گئے۔ اب وہاں چمن لگ گیا ہے۔ یہ بھی حضور کے قدوم میمنت لزوم کی برکت ہے۔

گورداسپور کے قیام ہی کے زمانہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب بنارسی مع عبدالرزاق صاحب بنارسی اور عبدالرشید صاحب جو چنگی میں بخشی تھے بنارس والوں کی طرف سے بطور وفد حضرت اقدس کے دعاوی کی تحقیقات کے لئے قادیان آئے۔ حضرت اقدس چونکہ گورداسپور میں تھے اسلئے وہ بھی گورداسپور آ گئے۔ انہوں نے آکر حضرت اقدس سے پوچھا کہ کیا آپکے مرید بغیر رکوع کے نماز پڑھتے ہیں؟ حضرت اقدس نے فرمایا کہ نہیں ایسا تو نہیں ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسجد مبارک میں ہم گئے۔ نماز ہو رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ کھڑے ہوئے لوگ ایکدم سے سجدہ میں چلے گئے۔ دیر تک کھڑے رہے پھر سجدہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ بعض دوست قیام لمبا کرتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں پھر سجدہ میں جاتے ہیں آپ نے پشت کی طرف سے دیکھ کر یہ سمجھا کہ قراءت کا قیام ہے حالانکہ وہ رکوع کے بعد کا قیام تھا۔ تین دن تک حضرت مسیح موعودؑ مولوی الٰہی بخش صاحب بنارسی کو اور ممبران وفد کو فرصت کے اوقات میں دعویٰ کے متعلق دلائل سمجھاتے رہے۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد آپ کمرہ کے سامنے صحن میں ٹہل رہے تھے مولوی الٰہی بخش صاحب ہیڈ مولوی بنارس کالج اور خاکسار ساتھ تھا۔ مولوی صاحب نے اثنائے گفتگو میں عرض کیا کہ حضور میری بیعت کے بعد بنارس کے بہت سے مسلمان حضور کی بیعت میں داخل ہو جائینگے۔ حضور ٹہلتے ٹہلتے ٹھہر گئے اور چہرہ پر سرخی نمودار ہو گئی اور فرمایا مولوی صاحب مجھے کیا پرواہ ہے کہ کوئی بیعت کرے یا نہ کرے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے وہ لوگوں کے سر پکڑ کر میرے قدموں میں ڈال دے گا۔

پس آج خدا کے فضل سے دنیا کے مختلف ممالک سے ایک کروڑ افراد کو خدا نے سر پکڑ کر یہاں بھیجا ہے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کریں۔

گورداسپور میں آتمارام کی عدالت میں مقدمہ کی کارروائی کا ذکر کرتے ہوئے مولانا گوہر صاحب فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اور حکیم فضل دین صاحب مرحوم بھی کٹہرہ میں کھڑے ہوتے تھے۔ حضور کہنی ٹیک کر چہرہ مبارک دروازہ کی طرف کر لیا کرتے تھے مجسٹریٹ کی طرف دیکھا نہیں کرتے تھے۔ شہادتیں قلمبند ہوتی رہتیں۔ جب تک حضور عدالت کے کمرہ میں رہتے تھے تقریباً یہی وضع کھڑے ہونے کی میں نے دیکھی۔ اور چہرہ مبارک پر اسقدر سرخی اور رعب ہوتا تھا کہ میں مسلسل دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ شیر کٹہرہ میں کھڑا ہے۔ کچہری سے باہر عموماً حضرت صاحب نہایت خندہ پیشانی سے رہا کرتے تھے۔ اور تقریر میں نہایت شیریں کلامی اور بشاشت اور اکثر مسکراہٹ رہا کرتی تھی۔

ایک مرتبہ حضور بیت الدعا میں جو نیچے کی منزل میں تھا مہندی لگانے کی وجہ سے قریب دس بجے کے برآمد ہوئے۔ بیت الدعا سے ملحق ایک کوٹھری تھی جس کا ایک دروازہ صحن میں کھلتا تھا۔ ایک میرے کمرہ کی طرف تھا میں قرب سکونت کی وجہ سے اسی کوٹھری میں حضور کی برآمدگی کا منتظر تھا کہ حضور بیت الدعا سے باہر تشریف لائے اور چارپائی پر بیٹھ گئے۔ مجھ سے فرمایا کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب سے کہہ دیجئے کہ کچھ کھانا ہمارے لئے یہیں لے آئیں۔ میں نے جا کر عرض کر دیا۔ اس وقت ہم لوگ کھا کر فارغ ہی ہوئے تھے، مشکل سے دس منٹ گزرے ہوں گے کھانا کچھ باقی نہ تھا۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ وہ ایک چھوٹے سے پیالے میں دودھ اور تین توست اور ایک طشتری شکر لے کر آئے۔ منہ اترا ہوا اور بہت ہی مغموم تھے۔ عرض کیا کہ حضور اس وقت کچھ اور نہیں رہا۔ مجھے سخت حیرت ہوئی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے لئے کھانا نہ رکھا جائے یہ کیسا انتظام ہے۔ حضور نے نہایت تشکر کے ساتھ .... دو توستوں کا گودا نکال کر شکر سے لگا کر کھا لیا تیسرا کچھ جلا سا ہوا تھا اسے چھوڑ دیا اور پانی پی لیا۔ اس وقت مجھے خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھول اسی لئے ڈالی کہ حضور کا صبر و شکر اور مرتبہ دنیا پر ظاہر ہو۔

گورداسپور کے قیام کے زمانہ میں ایک دن قبل از وقت کچہری حضور تشریف لے گئے۔ ابھی سارے حکام نہیں آئے تھے۔ اسلئے خواجہ صاحب نے مجھے کہا آیئے ذرا جج خدا بخش صاحب سے مل آئیں۔ میں انکے ہمراہ ہو لیا۔ جج صاحب کمرہ میں تھے اور محمد حسین صاحب ان کے پیشکار تھے۔ محمد حسین صاحب اور جج صاحب نے خواجہ صاحب سے کہا کہ یہ مقدمہ بازی کرم دین سے نامناسب ہے۔ آپ مرزا صاحب کو سمجھا کر صلح کرا دیں۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ ہاں میں بھی صلح کو اچھا سمجھتا ہوں کوشش کروں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے اُٹھے اور مجھے جج صاحب کے سامنے ہی کہا کہ آپ بھی میری تائید کر دیجئے گا۔ میں خاموش رہا۔ جب حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے اور جج صاحب کا پیغام پہنچایا اور اسطرح سے کہ حضور نے محسوس فرمالیا کہ خواجہ صاحب بھی ہم سخن ہیں۔ آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بہت جوش کے ساتھ فرمایا۔ خواجہ صاحب اس مقدمہ میں صلح کے معنی تو یہ ہیں کہ ہمارے دعوے جھوٹے ہیں اور ہم نے از خود ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ کیا یہ میرا مقدمہ ہے کہ میں صلح کر لوں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے۔ اس مقدمہ میں تو نبوت کا مسئلہ بنائے مخاصمت ہے۔ ہمارا کرم دین کا ذاتی معاملہ تو نہیں ہے۔ ہم تو ذاتی طور پر کسی سے بھی مقدمہ بازی پسند نہیں کرتے۔ اس میں صلح ہو ہی کیا سکتی ہے۔ یہ ساری تقریر اس جوش سے فرمائی کہ خود خواجہ صاحب اور تمام حاضرین نے محسوس کر لیا کہ خواجہ صاحب کو یہی جواب فوراً جج صاحب کو دے دینا چاہئے تھا اور ایسا پیغام حضور تک پہنچانا خود خواجہ صاحب کے عدم فہم پر دال تھا۔

حضور نے فرمایا کہ ابھی اس روایت میں سے بہت کچھ باقی ہے حالانکہ میں نے ان روایات کو بہت مختصر کرنے کی کوشش کی تھی۔ میری نظر گھڑی پہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سات بجے کے لگ بھگ یہ اجلاس ختم کر دینا چاہئے۔ اس لئے سر دست میں باقی روایات کو پڑھ کر نہیں سناتا تو جب چھپیں گی تو اس کے ساتھ یہ روایات بھی چھپ جائیں گی۔

(حضور انور ایدہ اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہرؓ کی بقیہ منتخب روایات بھی ذیل میں درج کی جا رہی ہیں)۔

جب میری رخصت کی مدت ختم ہونے لگی اور مجھے شام کی گاڑی پر جانا تھا۔ حضرت کی اجازت لینے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ ہرچند کوشش کرتا تھا مگر جرأت نہ تھی اور غم سے بات تک منہ سے نہ نکلتی تھی۔ حضور بیت الدعا سے برآمد ہو کر پلنگ پر بیت الدعا کے ساتھ ہی بیٹھ گئے اور دوست احباب بغلی اور مقابل والی چارپائی پر بیٹھ گئے۔ حضور کے ساتھ لوگ گفتگو میں مصروف تھے میں نے اپنی حالت زار سے مجبور ہو کر حضور کے پلنگ کی پٹی پکڑ کر سر پلنگ پر رکھ دیا اور اپنے رونے کی حالت کو بہت ضبط کرنا چاہا مگر ضبط نہ کر سکا اور میرے رونے کی آواز حضور نے سن لی۔ معاً پلٹ کر دیکھا اور میرے سر سے ٹوپی گری ہوئی تھی۔ حضور نے دیر تک میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور صبر کی تلقین فرمائی اور کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں۔ میں آپ کے لئے دعائیں کرتا رہوں گا۔ خدا آپکے ساتھ ہو۔ میں نے اسی حالت گریہ میں اپنے جانے کی اجازت چاہی۔ حضور نے فرمایا بے شک جائیے۔ مجھے خط لکھتے رہا کیجئے۔ میں دعائیں کروں گا۔ حضور جب میرے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا میرے سر سے مصیبتوں کے پہاڑ دور ہو رہے ہیں اور دل کو اس درجہ ٹھنڈک پہنچ رہی تھی کہ میں لفظوں میں اس کا اظہار نہیں کر سکتا تھا۔ حضور بار بار یہی فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ بالآخر میں بادلِ حزیں حضور سے رخصت ہو کر میرٹھ واپس پہنچا۔

۱۹۰۸ء میں میں غالباً عشرہ محرم میں اجازت لیکر آیا۔ اسوقت میں رامپور میں منجانب گورنمنٹ ملازمت کے لئے بھیج دیا گیا تھا۔ نواب صاحب کی پہلی ملاقات کا جو اکتوبر ۱۹۰۷ء میں ہوئی تھی میں نے تذکرہ کیا کہ میں رمضان کے دوران میں رام پور رخصت لیکر گیا تھا۔ میرے بھائی مولانا شوکت علی صاحب جو اب فوت ہو گئے ہیں رامپور میں تھے، مجھے کہا چلو خاص باغ میں۔ سرکار میں ان سے ملیں گے۔ میں نے کہا کہ میں کیا کروں گا خوامخواہ احمدیت کا ذکر چھیڑیگا اور مجھے ان سے مباحثہ کرنا پڑے گا کیونکہ وہ دن رات

باقی صفحہ نمبر ۸ پر

چاند پر تھوکنے کی ناکام کوشش

خسوف و کسوف کے نشان کے بارہ میں مولوی منظور چنیوٹی کے مغالطے

ایچ۔ایم۔طارق

(دوسری اور آخری قسط)

حدیث رسول یا قول محمد باقرؒ

پہلا مغالطہ انہوں نے یہ دینے کی کوشش کی ہے کہ دار قطنی میں درج چاند اور سورج گرہن کی پیشگوئی حدیث رسول نہیں بلکہ امام محمد باقرؒ کا قول ہے اور اسے حدیث ثابت کرنے والے کے لئے انہوں نے دس ہزار روپے کے انعامی چیلنج کا وعدہ کیا ہے (جیسا کہ اپنے باطل دعووں کی اہمیت جتلانے کے لئے یہ ان کا پرانا وطیرہ ہے)۔ حالانکہ مولوی چنیوٹی صاحب کے ایسے بلند بانگ دعوے بجائے سستی شہرت اور ان کی علمیت کے ثابت کرنے کے الٹا اُن کی جہالت کو ظاہر کررہے ہیں کہ ایک عالم ہو کر انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ اصطلاحاً حدیث کی تعریف کیا ہے۔ اور یہ کہ امام دار قطنی جیسے عظیم محدث نے اپنی سنن دار قطنی امام باقرؒ کے اقوال جمع کرنے کی خاطر تصنیف نہیں فرمائی بلکہ اس میں احادیث رسول جمع کی ہیں .... اور یہ حدیث باقاعدہ باب صلوٰۃ الکسوف میں نمبر ۱۰ پر درج کی ہے۔ اگر وہ اسے حدیث نہ سمجھتے تو اسے احادیث میں شمار نہ فرماتے۔

کاش مولوی صاحب موصوف میں خداخوفی ہوتی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی ایک ایسی جلیل القدر پیشگوئی پر (جو پوری ہو کر خدا کی فعلی شہادت سے سچی ثابت ہوچکی ہے) بیباکی سے معترض نہ ہوتے۔ نہ ہی امام دار قطنی پر حملہ کرتے کہ انہوں نے ایک قولِ تابعی کو حدیث بنا دیا۔ اب مولوی چنیوٹی صاحب کا جاہلانہ چیلنج توڑنے سے پہلے اول ان کو فن حدیث کی اَلف ب اور حدیث کی تعریف از سر نو یاد کروانی ہوگی (جسے وہ جماعت احمدیہ کے بغض و عداوت میں بھلا ہی چکے ہیں)۔

حدیث کی اصطلاحی تعریف

حنفی فقہ کے مشہور امام حضرت علامہ علی بن سلطان قاری، حدیث کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اصطلاحاً قول رسولؐ، آپ کے فعل اور تقریر (آپ کے سامنے کئے گئے کام) کو حدیث کہتے ہیں۔ اسی طرح صحابہ اور تابعی کے قول کو بھی حدیث کہا جاتا ہے۔

(شرح نخبۃ الفکر فی مصطلحات اھل الاثر صفحہ ۱۶۔ مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ کوئٹہ ۱۳۹۷ھ)

مگر بات صرف اتنی نہیں۔ یہ روایت تو آئندہ زمانہ کی ایک عظیم پیشگوئی پر مشتمل ہے جیسا کہ خود چنیوٹی صاحب نے تسلیم کیا ہے اور کوئی شخص آئندہ کی خبر از خود نہیں دے سکتا۔ اندریں حالات محدثین کے فیصلہ کے مطابق بوجہ پیشگوئی ہونے کے یہ موقوف حدیث بھی مرفوع حکمی حدیث کہلائے گی جیسا کہ علماء فن حدیث نے اس کی صراحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

"هُنَاكَ صُوَرٌمِنَ الْمَوْقُوْفِ فِي اَلْفَاظِهَا و شَكْلِهَا......اَنَّهَامِنَ الْمَوْقُوْفِ لَفْظاً الْمَرْفُوْعُ حُكْماً وَ مِنْ هٰذِهِ الصُّوَرِ...... الْاَخْبَارُ عَنِ الْاُمُوْرِ الْاٰتِيَةِ"۔ (تیسیر مصطلح الحدیث ڈاکٹر محمود طحان صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱۔ فاروقی کتب خانہ بیرون گیٹ ملتان)

یعنی موقوف حدیث کی الفاظ اور شکل کے لحاظ سے کئی صورتیں ہیں جن میں لفظاً موقوف حدیث، مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔ ان صورتوں میں ایک آئندہ آنے والے حالات کے بارے میں خبر دینا ہے۔

یہی بات علامہ علی بن سلطان محمد القاری نے بھی لکھی ہے۔

(شرح نخبۃ الفکر صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱۔ مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ کوئٹہ ۱۳۹۷ھ)

روایت امام محمد باقر کی سند

رہی یہ بات کہ امام باقرؒ نے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ کے الفاظ استعمال نہیں کئے اس کی وجہ علامہ شمس الدین ذھبی نے حضرت امام باقرؒ کے حالات میں کھول کر بیان کردی ہے اور وہ یہ کہ حضرت امام باقرؒ کا یہ الگ انداز ہے کہ وہ اپنے باپ اور دونوں دادا (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) اور پڑدادا حضرت علیؓ سے مُرسل روایات کرتے ہیں۔ یعنی اپنے اور ان بزرگ آباء کے مابین واسطہ اور سند کے بیان کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اور یہ کوئی عیب یا قابلِ اعتراض بات نہیں بلکہ علامہ ذھبی نے حضرت امام باقرؒ کو کثیر الحدیث ثقہ تابعی تسلیم کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جز ۹ صفحہ ۳۱۱ عبدالتواب اکیڈمی ملتان)

اب کہاں ہیں مولوی چنیوٹی صاحب جو امام باقر کی اس روایت کو حدیث ثابت کرنے پر دس ہزار کے انعامی چیلنج کی ڈینگ ہانک رہے تھے۔ علامہ ذھبی نے تو ان کے خلاف ڈگری کردی۔ لیکن اگر یہ مان جائیں تو "مولوی" کیسے ثابت ہوں۔ "ملا آں باشد کہ چپ نشود"۔

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس روایت کے ساتھ قال رسول اللہ ﷺ دکھاؤ۔ تو آیئے مولوی صاحب آخری اتمام حجت کے طور پر ہم آپ کو خود امام محمد باقرؒ کا یہ اصولی فیصلہ بھی سنا دیتے ہیں۔ جب امام باقرؒ سے ان کی حدیث مرسل بلاحوالہ سند کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب میں کوئی حدیث بیان کرتا ہوں اور اس کی سند کو بیان نہیں کرتا تو اس کی سند اس طرح ہوتی ہے کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے بیان کیا اور ان سے میرے جدِ نامدار امام حسین علیہ السلام نے اور ان سے ان کے جدِ امجد جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا اور آپ سے جبریل امین نے بیان کیا اور ان سے خداوند عالم نے ارشاد فرمایا۔

(کتاب الارشاد صفحہ ۲۸۴۔ بحوالہ بحارالانوار حصہ چہارم از ملا محمد باقر مجلسی۔ مترجم ڈاکٹر محمد حبیب الثقلین الذقوی درحالات امام باقر محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی)

اب کہاں ہیں چنیوٹی صاحب اور کہاں گیا ان کا انعامی چیلنج؟

اس پہلے مغالطہ کا جواب دیتے ہوئے آخر میں ہم مولوی صاحب کے اس مطالبہ کو بھی پورا کر دیتے ہیں کہ کسی کتاب سے یہ حدیث دکھاؤ!

متعدد بزرگان سلف اور محدثین میں سے اس وقت بطور نمونہ ایک اہل سنت کا مستند حوالہ اور ایک شیعہ مسلک کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے جنہوں نے اس روایت کو باقاعدہ سند کے ساتھ بطور حدیث بیان کیا ہے۔

ا...... سپین کے مشہور مفسر علامہ شمس الدین قرطبی متوفی ۶۷۱ھ (اگر امام دار قطنی کا لحاظ نہیں تو علامہ قرطبی کا پایہ تو مولوی صاحب کو مسلم ہے جیسا کہ ان کے رسالہ کے صفحہ ۱۶ سے ظاہر ہے) نے اپنی کتاب التذکرہ فی احوال الموتیٰ و امور الآخرۃ صفحہ ۶۱۹ مطبوعہ ۳۰ شارع عبدالخالق ثروت قاہرہ میں زمانہ مہدی کی علامات بیان کرتے ہوئے دار قطنی کی یہ حدیث مکمل سند کے ساتھ بصیغہ حدّثنا نقل کی ہے اور پوری اس روایت کے حدیث ہونے پر صاد کیا ہے۔

اہل شیعہ کے رئیس المحدثین امام محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی نے الفروع من الجامع الکافی میں امام محمد باقر سے یہ حدیث مع سند صیغہ تحدیث میں بیان کی ہے۔

(الفروع من الجامع الکافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۰۰ مطبع نولکشور)۔

اسی طرح شیعہ مسلک کے محدث اکبر علامہ قُمّی (مُتوفی ۳۸۱ھ) نے بھی چاند سورج گرہن کے اس نشان پر مشتمل حدیث صیغہ تحدیث میں حضرت امام محمد باقر سے اپنی کتاب اکمال الدین میں بیان کی ہے۔

کیا اس تمام تحقیق حق کے بعد مولوی چنیوٹی صاحب میں یہ اخلاقی جرأت ہے کہ وہ اپنے چیلنج کو یوں پاش پاش ہوتے دیکھ کر مرد میدان بن کر انعامی چیلنج کا اپنا وعدہ پورا کریں۔ مگر "چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں"۔ جن مولوی صاحب کا ہاتھ ہمیشہ سے خدا نے یدِ سُفلیٰ بنایا ہے وہ اب یدِ عُلیا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو ممکن نہیں۔ ایک ہی طریق ہے کہ اگر مولوی موصوف میں خدا ترسی ہے تو توبہ کرے، ورنہ پھر خدائی فیصلہ کا انتظار کرے۔

حضرت مرزا صاحب اور علامات مسیح و مہدی

دوسرا مغالطہ: مولوی چنیوٹی صاحب کا دوسرا مغالطہ انکا یہ بے بنیاد دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب کے حق میں مسیح و مہدی کی نشانیاں پوری نہیں ہوئیں۔ یعنی وہی گھسا پٹا اعتراض جو ہر زمانہ کے منکرین اپنے مامور کے وقت پر کرتے چلے آئے ہیں۔ اس کے مقابل پر حضرت مرزا صاحب کا ڈنکے کی چوٹ یہ دعویٰ ہے کہ منہاج نبوت کے مطابق جو ثبوت چاہو مجھ سے لے لو۔ یعنی آپ اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے تمام وہ اصولی دلائل پیش کرنے کو تیار ہیں جن سے گزشتہ انبیاء کی سچائی بالاتفاق ثابت ہے بلکہ آپ نے تمام ایسے نشانات قرآن و سنت سے موافق اپنے اوپر چسپاں کر کے دکھائے۔ جن کا تفصیلی مطالعہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں کیا جا سکتا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیح و مہدی کی نشانیاں دراصل نبی کریم ﷺ کے رؤیاء و کشوف کے حوالے سے احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ یہ پیشگوئیاں استعاروں سے پُر ہیں اور تعبیر طلب ہیں جبکہ مولوی حضرات ان کو ظاہر پر محمول کر کے انکار کر بیٹھے ہیں۔

راویوں کا ضعف

مولوی چنیوٹی صاحب نے دار قطنی کی روایت کی سند کے دو راویوں عمرو بن شمر اور جابر جعفی پر اعتراض کیا ہے کہ ان کی روایت بوجہ ضعف قابل قبول نہیں۔ ہمارا پہلا اور آخری اٹل جواب تو وہی ہے جو خود حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ وہ حدیث جو لفظاً لفظاً پوری ہو کر اپنی سچائی ثابت کر چکی ہو اس کی سند کی بحث کی کیا حاجت اور ضرورت؟۔ کیا جھوٹے کبھی سچ نہیں بول سکتے اور اگر ایک جھوٹا دن کے وقت گواہی دے کہ سورج نکلا ہوا ہے تو کیا آپ اس لئے انکار کر دیں گے کہ اس نے کبھی جھوٹ بولا تھا۔ پس وہ بات جو پوری ہو چکی اور خدا کی فعلی شہادت اسے ثابت کر چکی اسے کوئی احمق ہی ضعیف یا ناقابل قبول کہے گا۔

امام دار قطنیؒ جیسے بلند پایہ محدّث کے ہاں قبول کئے گئے راویوں پر اعتراض کر کے مولوی چنیوٹی صاحب نے دوبارہ چاند پر تھوکنے کی جسارت کی ہے کہ یہ ان کی عادت ہی ہو چلی ہے اس لئے اس کا نتیجہ بھی بھگتنا ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ "امیر المومنین فی الحدیث" امام دار قطنیؒ جیسے صاحب فن اور ناقدِ حدیث جو اپنی کتاب "التَّتَبّع" میں امام بخاری اور مسلم پر بھی تنقید کرتے ہیں اور حدیث کی کمزوریوں اور علل و اسقام کا واقف ان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں اور بقول علامہ ذھبی جو تنقید حدیث میں معتدل مزاج منصف ہیں۔ آخر انہوں نے

ماہر فنِ حدیث ہو کر اس حدیث کی بلاوجہ تو سند قبول نہیں کر لی بلکہ بڑی بصیرت کے ساتھ یہ فیصلہ کیا اور اپنی تصنیف کتاب الضُّعفاء و المَتروکین میں یہ عقدہ خود حل کر دیا کہ عمرو بن شمر جب جابر اور جعفر بن محمد سے روایت کرے تو بے شک نا قابل قبول ہے۔ لیکن جابر جعفی جب آئمہ اہلبیت سے روایت کرے تو قابل قبول ہے۔

(کتاب الضعفاء و المتروکین تالیف علامه ابوالحسن دارقطنی مؤسس الرساله)

یہ ہے وہ اصول جس کی بنا پر امام صاحب نے باوجود ضعف کے ان راویوں کی روایت قبول کی ہے اور امام صاحب کے اس فیصلہ کی سچائی اور صفائی پر چاند اور سورج گرہن کے نشان خود گواہ بن چکے ہیں۔ لیکن اگر چنیوٹی صاحب اس راوی کو کذاب کہنے پر مصر ہیں تو ساتھ ہی انہیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس کذاب سے بڑا غیب دان اور ولی اللہ کوئی نہیں جس نے تیرہ سو سال پہلے ایسی پیشگوئی کی جو چودھویں صدی میں آکر من و عن پوری ہو گئی۔

غیر معمولی گرہن

تیسرا مغالطہ: تیسرا مغالطہ مولوی چنیوٹی صاحب نے یہ پیش کیا ہے کہ روایت کے مطابق لازم ہے کہ جب سے آسمان اور زمین بنے ہیں کبھی بھی ایسا گرہن نہ لگا ہو جبکہ مرزا صاحب کے زمانہ کا گرہن یہ خصوصیت نہیں رکھتا تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں "لَمْ تَکُوْنَا" مؤنث کا صیغہ ہے جس سے مراد آیتین ہیں نہ کہ خسوف۔ اور مراد یہ ہے کہ ایسا نشان کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ اگر یہ معنی ہوتے جو مولوی صاحب نے مراد لئے تو "لَمْ یَکُوْنَا" کے الفاظ مذکر صیغہ میں ہوتے کہ ایسا گرہن پہلے کبھی نہیں ہوا۔

مزید بر آں ہمارا مطالبہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے لئے اس نشان کے ظہور سے پہلے کسی ایسے گرہن کی مثال پیش کی جائے جسے کسی مدعی مہدویت نے اپنی سچائی کے ثبوت کے لئے پیش کیا ہو۔ حضرت مرزا صاحب کا اس نشان کی نظیر لانے کی صورت میں گزشتہ ایک صدی سے ہزار روپیہ کا انعامی چیلنج موجود ہے مگر آج تک کوئی ایسی نظیر نہیں لا سکا۔ پس اس گرہن کو خارق عادت مانے بغیر چارہ نہیں ہے۔

چاند گرہن کی پہلی رات سے مراد

چوتھا مغالطہ: چوتھا مغالطہ مولوی چنیوٹی صاحب کا یہ ہے کہ روایت کے الفاظ میں رمضان کی راتوں میں سے پہلی رات گرہن لگنے کا ذکر ہے جبکہ خسوف گرہن کی راتوں میں پہلی رات تیرہ تاریخ کو ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نشان ان صاحب بصیرت لوگوں کے لئے تھا جو لفظی بحث کی بجائے اس مضمون کا ادراک رکھتے ہیں کہ خسوف گرہن کی راتوں کے سوا نہیں ہوتا اور رمضان کی پہلی رات کی نفی تو اَفْصَحُ الْعَرَب ہمارے پیارے رسول ﷺ نے پہلی کے چاند "ھلال" کی بجائے لفظ "قَمَر" استعمال کر کے خود فرما دی۔ پہلی رات کے چاند کے لئے نبی کریم ﷺ ہمیشہ "ھلال" کا لفظ ہی استعمال کرتے تھے اور یہ محاورہ اتنا عام ہے کہ ہمارے ہاں بھی رؤیت ہلال کمیٹی ہی پہلی کا چاند تلاش کرتی ہے نہ کہ رؤیت قمر کمیٹی۔

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں پہلی رات کے چاند کو گرہن لگنے کا اصرار کرتے ہوئے یہ بھول ہی گئے کہ یہ مطالبہ نہ صرف قانون قدرت کے خلاف ہے بلکہ خلاف عقل بھی ہے کہ جو ہلال رؤیت ہلال کمیٹی کو نظر نہیں آتا گرہن لگ کر وہ کیا دکھائی دے گا اور اسے نشان کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔

"فِی النِّصْفِ مِنْہُ" سے مراد

مولوی صاحب موصوف نے سورج کی تاریخوں کے بارہ میں بھی یہی اعتراض دہرایا ہے کہ روایت میں رمضان کے "نصف" میں گرہن لگنے کے الفاظ ہیں اور ۲۸ر تاریخ آخری تین تاریخوں کا وسط تو کہلا سکتی ہے نصف نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ نصف کا لفظ زیادہ جامع اور فصیح ہے کیونکہ یہاں نصف سے مراد گرہن کی تاریخوں کا نصف ہے جس سے درمیانی تاریخ کے علاوہ گرہن کے معین وقت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ یعنی سورج گرہن ایسے طور پر ظاہر ہو گا کہ ایام کسوف کو نصف نصف کر دے گا۔ اور کسوف کے دنوں میں دوسرے دن کے نصف سے تجاوز نہیں کرے گا کہ وہی نصف کی حد ہے جبکہ محض وسط کے لفظ سے یہ معنے پیدا نہیں ہوتے۔ اور یہ عجیب اور حیرت انگیز معجزہ ہے کہ سورج گرہن کے نشان کا ظہور گرہن کے درمیانی دن اٹھائیس رمضان کے بھی درمیانی حصہ یعنی ۹ بجے دن سے گیارہ بجے کے درمیان ہوا۔ اس لحاظ سے نصف کے لفظ کی حکمت بھی سمجھ میں آجاتی ہے۔

پانچواں مغالطہ: پانچواں مغالطہ مولوی چنیوٹی صاحب نے یہ دیا ہے کہ رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخ کو اس سے پہلے کئی بار گرہن لگ چکا ہے جبکہ روایت کے مطابق ایسا واقعہ اس سے پہلے نہیں ہونا چاہئے تھا۔

پہلے بھی واضح کیا جا چکا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان شرائط کے ساتھ پہلے کبھی ایسا **نشان** رونما نہیں ہوا ہو گا۔ یعنی یہ کہ امام مہدی کے دعویدار کے حق میں رمضان کی ان تاریخوں میں گرہن لگے ہوں اور اسے ایک مدعی مہدویت نے اپنی سچائی کے ثبوت کے طور پر پیش کیا ہو۔

مولوی صاحب کی اطلاع کے لئے مزید تحریر ہے کہ ہیئت دانوں نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ کم و بیش ہر بیس بائیس سال میں ایک سال یا متواتر دو سال ایسے آتے ہیں جبکہ چاند سورج کو رمضان کے مہینہ میں دنیا میں کسی نہ کسی حصہ میں گرہن لگتا ہے لیکن کسی معین جگہ سے، رمضان کی ان معین تاریخوں میں، دونوں گرہن کا نظر آنا اس واقعہ کو غیر معمولی اور نایاب بنا دیتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ دو صدیوں کے گرہنوں کا مطالعہ کرنے کے بعد سائنسدان اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دو سو سال میں دس ایسے گرہن ہوئے ہیں۔ ان میں سے ۱۸۹۴ء کا چاند و سورج گرہن ہی ایسا منفرد ہے کہ صرف وہ قادیان سے مقررہ تاریخوں میں نظر آسکتا ہے جہاں امام مہدیؑ ہونے کا مدعی اپنی تائید میں اسے پیش کر رہا تھا۔ اور یہ صفت اسے واقعی ایک غیر معمولی نشان گرہن بنا دیتی ہے۔

چھٹا مغالطہ: چھٹا مغالطہ مولوی چنیوٹی صاحب کا یہ ہے کہ انہوں نے چند مدعیان نبوت کے نام لکھ کر یہ ظاہر کیا ہے کہ ان کے زمانہ میں بھی ان تاریخوں میں رمضان میں چاند سورج کو گرہن لگا تھا۔ سوال یہ ہے کہ اگر واقعی ایسا نشان پہلے کسی مدعی کے حق میں ظاہر ہو چکا ہے تو کیا مولوی موصوف اس کو بطور امام مہدی قبول کر چکا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسے جھوٹے مدعیان کو توامت کے کسی ایک فرد نے بھی ان نشانوں کی وجہ سے سچا تسلیم نہیں کیا نہ ہی ان مدعیان نے گرہن کے یہ نشان اپنی تائید میں پیش کئے اور نہ مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ "مدعی ست گواہ چست" کی شاید اس سے بہتر مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

یاد رکھنا چاہئے کہ حدیث کے الفاظ "لِمَھْدِیِنَا" میں لام منفعت کا ہے۔ پس یہ نشان امام مہدی کی تائید و صداقت کے لئے مقرر ہیں۔ اگر کسی نے اپنی تائید کے لئے پیش نہیں کیا تو بھی وہ نشان اس کے لئے قرار نہیں پا سکتا بلکہ یہ صرف مہدیٔ برحق کا ہی نشان ہے۔ اور دیکھئے حضرت مرزا صاحب کس شان تحدی سے یہ نشان حلفاً اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے .... یہ وہی نشان ہے جس کی نسبت آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں وعدہ دیا گیا تھا اور وہ یہ ہے:

قُلْ عِنْدِی شَھَادَۃ مِنَ اللّٰہ فَھَلْ اَنْتُم مُؤْمِنُون۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے کیا تم اسکو مانو گے یا نہیں .... غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے"۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۳،۵۴)

اس رسالہ میں مولوی صاحب نے بجا طور پر ماہر تاریخ ہونے سے انکار کر کے پہلی دفعہ مغالطہ سے کام نہیں لیا بلکہ ایک سچی حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ کاش انہیں تاریخ کا علم ہوتا تو وہ جانتے کہ ان تمام مدعیان نبوت کا انجام قرآنی معیار کے مطابق ہلاکت اور تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ یہ مولوی صاحب کا ہی حوصلہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی دشمنی میں ان مدعیان کے گواہ بن بیٹھے ہیں۔ سچ ہے 'کند ہم جنس باہم جنس پرواز'۔

ساتواں مغالطہ: ساتواں مغالطہ مولوی چنیوٹی صاحب نے لفظ "قَمَر" کی لغوی بحث کے حوالے سے پیش کیا ہے کہ یہ لفظ پہلی رات کے چاند کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

اس کا جواب تو یہی ہے کہ اگر یہ سچ ہے تو مولوی صاحب کلام عرب سے کوئی ایک ایسی مثال پیش کر دیں جہاں پہلی رات کے چاند کے لئے ہلال کی بجائے قمر کا لفظ استعمال ہوا ہو۔ مولوی صاحب موصوف کا لسان العرب کا پیش کردہ ادھورا حوالہ بھی انہیں چنداں مفید نہیں بلکہ الٹا ہمارے مؤقف کی تائید کرتا ہے کیونکہ اس کا ماحصل یہ ہے کہ "قَمَر" کا نام پہلی تین راتوں میں "ھلال" ہے جبکہ اس کے بعد وہ "قَمَر" کہلاتا ہے۔

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ہم کہیں مرد اپنی عمر کے ابتدائی دو تین سالوں میں بچہ کہلاتا ہے مگر اس کے باوجود کوئی عقل مند دو تین سالہ بچے کے لئے مرد کا لفظ استعمال نہیں کرے گا۔ پس اگر حدیث رسول میں پہلی رات کو ہی گرہن لگنا مقصود تھا تو افصح العرب رسول عربی ﷺ کی شان سے بعید تھا کہ آپ ہلال کو چھوڑ کر قمر کا لفظ استعمال فرماتے جبکہ قرآن شریف بھی پہلی کے چاند کے لئے ہلال کی جمع (اھلّه) کا لفظ استعمال کرتا ہے اور رسول خدا ﷺ نے خود احادیث میں متعدد مرتبہ ہلال کا لفظ پہلی کے چاند کے لئے استعمال فرمایا مگر کبھی ایسے چاند کو قمر نہیں فرمایا۔ مزید بر آں حضرت امام محمد باقرؒ کی روایت میں کسوف کا قرینہ دلالت کرتا ہے کہ اس سے مراد مکمل چاند ہے جس کو گرہن لگ سکتا ہے نہ کہ ہلال جسے قانون قدرت کے مطابق گرہن لگنا ممکن ہی نہیں۔

چاند کی پہلی رات کی کیفیت مراد ہو تو اس کے لئے کوئی اہل لغت قمر کا لفظ استعمال نہیں کرتا کیونکہ مولوی صاحب موصوف کی بیان کردہ لغت لسان العرب کے مطابق بھی اس کا نام ہلال ہی ہے۔ پس قمر کے ساتھ لفظ کسوف کے قرینہ کی موجودگی میں کوئی صاحب فہم رمضان کی پہلی تاریخ کے ہلال کو گرہن لگنا مراد نہیں لے سکتا کیونکہ یہاں گرہن کی معمول کی تاریخوں ۱۳، ۱۴، ۱۵ میں سے پہلی تاریخ مراد لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

سنن دار قطنی کا درجہ

آٹھواں مغالطہ: آٹھواں مغالطہ مولوی چنیوٹی صاحب نے یہ دینے کی کوشش کی ہے کہ مرزا صاحب نے سنن دار قطنی کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے برابر کرنے کے لئے اسے صحیح دار قطنی کے طور پر پیش کیا ہے۔

مولوی صاحب کی دیگر کذب بیانیوں کی طرح اس اتہام کی قلعی بھی خود حضرت مرزا صاحب کے بیان فرمودہ مسلک سے خوب کھل جائے گی کہ محض صحیح کہلانے سے کوئی کتاب صحیح بخاری یا مسلم کے برابر کیسے ہو سکتی ہے۔ لیکن پہلے مولوی صاحب یہ بتائیں کہ کیا سنن اربع صحاح کہلا کر بھی بخاری و مسلم کے برابر ہیں؟ کیا صحیح ابن عوانہ، صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان صحیح کہنے کہلانے سے بخاری و مسلم کے برابر شمار ہوتی ہیں اور صحاح ستہ میں شامل سمجھی جاتی ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً

باقی صفحہ نمبر ۶ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

قرضوں کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور ہر قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دور بھاگنا چاہئے

حضرت رسول کریم ﷺ اس شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس پر قرضہ ہوتا تھا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۷ر تبوک ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ) بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَمِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ. وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا. ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ. وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (سورة ال عمران آيت ۷۶)

اور اہل کتاب میں سے وہ بھی ہے کہ اگر تو ڈھیروں مال امانت بھی اس کے پاس رکھوا دے تو وہ ضرور تجھے واپس کر دے گا اور ان میں ایسا بھی ہے کہ اگر تو اسے ایک دینار بھی دے تو اسے تجھے واپس نہیں کرے گا سوائے اس کے کہ تو اس پر نگران کھڑا رہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم پر اُمّیوں کے بارے میں کوئی الزام نہیں اور وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں جبکہ وہ اس بات کو جانتے ہیں۔

اسی تعلق میں میں نے چند احادیث نبوی کا انتخاب کیا ہے اور چونکہ اب تک جتنے بھی خطبات ہو چکے ہیں وہ اکثر اب اس موقع پر آچکے ہیں کہ وہ دہرائے جائیں۔ پہلے میرا طریق یہی ہوا کرتا تھا کہ عوام الناس کو سمجھانے کے لئے، تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ کو سمجھانے کے لئے احادیث کی بھی پوری لمبی تشریح کیا کرتا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی بھی جو احادیث ہی کی تشریح تھی لمبی تشریح کیا کرتا تھا لیکن یہ ساری باتیں دہرائی جا چکی ہیں۔ مجھے نہیں علم کہ مجھ سے پہلے کبھی کسی خلیفہ نے اس تسلسل کے ساتھ خطبات دئے ہوں کہ شاذ کے طور پر ہی کبھی کوئی ناغہ ہوا ہو اس لئے وہ تمام مضامین جن کی جماعت کو سمجھانے کی ضرورت ہے وہ میں جہاں تک ممکن ہے سمجھا چکا ہوں اس لئے اب اختصار سے کام لوں گا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس اختصار سے یہ پیغام پہنچ جائے گا۔

اس مختصر تعارف کے بعد اب ایک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا:

"جس شخص نے لوگوں سے واپس کرنے کی نیت سے مال لیا اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادائیگی کرا دے گا"۔

یہ بہت ہی اہم نکتہ ہے جس نے واپس کرنے کی نیت سے مال لیا اس کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرما دیتا ہے کہ وہ اس مال کو واپس کر دے۔

"اور جو شخص ان (اموال) کو تلف کرنے کی نیت سے لے گا اللہ تعالیٰ اسے تلف کر دے گا۔ (بخاری کتاب الاستقراض و اداء الديون باب أداءِ الدَّين)

یہ ایک عام تجربہ ہے آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ نیت پر بہت حد تک انحصار ہے۔ اگر مال لیا جائے اس نیت کے ساتھ کہ توفیق کے مطابق ضرور واپس کروں گا تو اللہ تعالیٰ توفیق بڑھا دیتا ہے اور اگر کھانے پینے کی خاطر لے لے تو پھر وہ مال بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ نہ اس کا دین رہا نہ اس کی دنیا رہی۔

عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں گناہوں اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ کسی کہنے والے نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے قرض کے بارہ میں کتنی ہی زیادہ پناہ طلب کرتے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص جب مقروض ہو جاتا ہے تو بات کرتے وقت جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کر کے خلاف ورزی کرتا ہے۔ (بخاری کتاب الاستقراض و اداء الديون۔ باب من استعاذ من الدَّين)

یہ بھی ایک عام انسانی تجربہ ہے کہ جس شخص نے قرض لیا ہو اور دراصل اس سے مراد وہ قرض ہے جو تلف کرنے کی نیت سے لیا ہو تو پھر وہ شخص لازماً جھوٹ بھی بولتا ہے، وعدہ خلافی بھی کرتا ہے۔ ایک جرم دوسرے جرموں کی طرف راہنمائی کرتا رہتا ہے۔

ادائیگی قرض کی اہمیت کے متعلق ملفوظات میں سے اب ایک اقتباس میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ ایک دوسرے شخص کی امانت جو اس کے پاس جمع تھی لے کر کہیں چلا گیا۔ فرمایا:

"ادائے قرضہ اور امانت کی واپسی میں بہت کم لوگ صادق نکلتے ہیں اور لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ یہ نہایت ضروری امر ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس پر قرضہ ہوتا تھا"۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ قرضہ تھا کسی پر مگر کسی اور صحابی نے اس وقت اس کا قرضہ ادا کر دیا پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی لیکن اگر اس کے بغیر کوئی مرتا تھا جس کا کوئی قرضہ ادا کرنے والا نہ ہوتا تھا اور نہ اس کے ترکہ میں یہ استطاعت تھی کہ وہ پورا قرضہ اتار سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔

"دیکھا جاتا ہے کہ جس التجا اور خلوص کے ساتھ لوگ قرض لیتے ہیں اسی خندہ پیشانی کے ساتھ واپس نہیں کرتے بلکہ واپسی کے وقت ضرور کچھ نہ کچھ تنگی ترشی واقع ہو جاتی ہے"۔

اور جو تعلقات ہیں وہ مزید بگڑتے چلے جاتے ہیں۔ "ایمان کی سچائی اسی سے پہچانی جاتی ہے"۔(ملفوظات جلدپنجم، جدید ایڈیشن، صفحہ ۲۶۴)

مزید حضورؑ فرماتے ہیں: "توبہ استغفار کرتے رہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو استغفار کرتا ہے اس کے رزق میں کشائش دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم ،جدید ایڈیشن، صفحہ ۴۳۴)

"مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پرواہ نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں۔ یہ عدل کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ تو ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھتے تھے۔ پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور ہر قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دور بھاگنا چاہئے کیونکہ یہ امر الٰہی کے خلاف ہے جو اس نے اس آیت میں دیا ہے"۔(ملفوظات جلد چہارم جدیدایڈیشن صفحہ ۶۰۷)

بقیہ:چاند پر تھوکنے کی ناکام کوشش
از صفحہ نمبر ۴

نہیں تو پھر سنن دار قطنی محض صحیح کہنے سے کس طرح بخاری و مسلم کے برابر ہو جائے گی۔

دراصل یہ مولوی چنیوٹی صاحب کی سخت علمی خیانت اور دھوکہ دہی ہے یا پھر جماعت کے لٹریچر سے بے خبری اور لاعلمی ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی بھی دار قطنی کو بخاری و مسلم کے برابر درجہ نہیں دیا۔ ہاں اپنی ذاتی اصطلاح میں امام دار قطنی کے بلند پایہ کے باعث ان کی سنن کو صحیح کہا ہے۔ وَلِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ ۔ورنہ درجہ صحت کے لحاظ سے حضرت مرزا صاحب نے دار قطنی کو نہ صرف بخاری و مسلم سے کم تر بلکہ دیگر کتب صحاح ستہ کے بھی بعد تیسرے درجہ میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔ اور کبھی بھی صحاح ستہ میں اسے شامل نہیں فرمایا۔ آپ نے اپنی بصیرت خداداد سے کتب حدیث کی جو درجہ بندی فرمائی اس کے مطابق اول درجہ پر بخاری کی وہ احادیث ہیں جو قران کے مخالف نہیں۔ دوسری کتاب صحیح مسلم ہے جب تک قرآن اور صحیح بخاری کے مخالف نہ ہو اور تیسرے درجہ پر ترمذی، ابن ماجہ، مؤطا، نسائی، ابوداؤد، دار قطنی وغیرہ کتب حدیث ہیں۔

(ملاحظہ ہو کتاب آریہ دھرم صفحہ ۸۷)

حضرت مرزا صاحب نے کتب حدیث کی درجہ بندی کرتے ہوئے اپنی کتاب آریہ دھرم میں دار قطنی کے ساتھ صحیح کا لفظ استعمال نہ کر کے صاف ظاہر فرما دیا کہ جہاں ایک دو جگہ صحیح کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ معروف اصطلاح سے ہٹ کر اپنے لغوی معنی میں یا محض ذاتی اصطلاح کے طور پر ہے۔

مولوی چنیوٹی نے اپنی تاریک فطرت کا اظہار کرتے ہوئے اور سادہ لوح عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے امام دار قطنی کی تائید میں بلند پایہ ائمہ، محدثین اور ناقدین کے تمام تعریفی حوالوں سے صرف نظر کرتے ہوئے ان کے خلاف علامہ عینی کا ایک ایسا حوالہ پیش کیا ہے جسے علماء سلف پہلے ہی سختی سے رد کر چکے ہیں۔ اس حوالہ کا ایک حصہ یہ ہے کہ امام دار قطنی سے فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰہ جہراً پڑھنے کی احادیث کی صحت کے بارہ میں (جو انہوں نے اپنی سنن دار قطنی میں بیان کی ہیں) استفسار کیا گیا تو انہوں نے برملا اعتراف کیا کہ ان میں سے ایک حدیث بھی صحیح نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ حوالہ تو امام صاحب کی تنقید کی بجائے ان کی تائید کرتا ہے کہ انہوں نے کمال صفائی سے اور سچائی سے غیر صحیح حدیث کو صحیح قرار نہیں دیا اور یہی اس امام عالی شان کی دیانت ہے جو ان کا رتبہ اور بڑھا دیتی ہے۔ اگر وہ کمزور احادیث کو صحیح قرار دے کر پیش کرتے تو یہ بات موجب اعتراض ہو سکتی تھی۔ لیکن صحت و سقم جانتے ہوئے اسے ظاہر کر دینا تو بجائے خود وسعت علم کی نشانی ہے نہ کہ جائے اعتراض۔ مگر پھر بھی اس حوالہ میں سنن دار قطنی پر علامہ عینی نے جو تنقید کی ہے اسے علماء حدیث نے ہرگز قبول نہیں کیا۔ چنانچہ علامہ شمس الحق عظیم آبادی شارح دار قطنی لکھتے ہیں:

"شیخ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ نے النہایۃ شرح ھدایہ میں قرأت کی بحث میں علامہ دار قطنی کے کے بارے میں جو کچھ تنقید کی ہے وہ کمزور قرار دئے جانے کے لائق ہے اور قابلِ التفات نہیں بلکہ یہ تبصرہ ان کی بے ادبی اور قلتِ حیاء کی علامت ہے۔ کیونکہ جب متقدمین میں سے بڑے بڑے امام جن میں محمد عبدالغنی مصری، امام حاکم نیشاپوری، امام طبری، علامہ خطیب بغدادی اور امام زہری جیسی بلند پایہ شخصیات شامل ہیں اور متاخرین میں سے علامہ سمعانی، علامہ ابن اثیر، علامہ ذھبی اور علامہ نووی جیسے ائمہ نے دار قطنی کو ثقہ قرار دے کر ان کی تعریف کی ہے تو ان عظیم الشان علماء کے مقابلہ میں تنہا شیخ عینی رحمۃ اللہ کی کیا وقعت باقی رہ جاتی ہے"۔

(سنن دارقطنی صفحہ ۹ مع التعلیق المغنی مطبوعہ دارالمحاسن للطباعۃ ۲۴۱ شارع الجیش القاہرہ)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں امام دار قطنی اور ان کی کتاب کے حق میں ان آراء کا بھی ذکر کر دیا جائے جن کے بارے میں مولوی چنیوٹی صاحب نے یا تو اخفاء کر کے بددیانتی سے کام لیا ہے یا پھر وہ ان آراء سے بے خبر محض ہیں۔

امام دارقطنی کا بلند مقام

(۱)امام حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ : محدثین اور راویوں کے حالات پر مشتمل مشہور کتاب تذکرۃ الحفاظ میں امام ذھبی نے مستدرک حاکم کے مؤلف علامہ حاکم نیشاپوری کا یہ قول درج کیا ہے:

"امام دار قطنی حفظ فہم اور ورع میں یکتائے روزگار تھے۔ نیز قراء اور نحاۃ (علم نحو) کے امام تھے۔ میں نے ۳۶۷ھ میں چار ماہ بغداد میں قیام کیا۔ اس سلسلہ میں اکثر ان سے ملنے کا اتفاق رہا۔ میں نے جیسے سنا تھا ان کو اس سے بھی زیادہ پایا۔ میں نے علل حدیث اور شیوخ کے متعلق ان سے بہت سے سوالات حل کئے۔ ان کی متعدد مفید تصانیف ہیں.........میں شہادت دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پیچھے روئے زمین پر اپنے جیسا کوئی آدمی نہیں چھوڑا"۔

(تذکرۃ الحفاظ اردو جلد ۳ طبقہ ۱۲ صفحہ ۱۷۰۔ زیر لفظ دارقطنی)

(۲) امام علامہ علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ۔ فرماتے ہیں:

"(امام) دار قطنی نے اہل بغداد کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ اے اہل بغداد! تم مت گمان کرو کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ پر میری زندگی میں جھوٹ بولنے کی جسارت کر سکتا ہے"۔

(شرح نخبۃ الفکر صفحہ ۱۲۳ ۔مکتبہ اسلامیہ مارکیٹ کوئٹہ ۱۳۹۷ھ)

(۳) حافظ ابوبکر خطیب بغدادی متوفی (۴۶۳ھ) کے نزدیک:

"مشہور امام دار قطنی ایک نابغۂ روزگار وجود تھے۔ آپ امام وقت تھے۔ علم حدیث اور اس کی کمزوریوں کی پہچان، علم اسماء الرجال اور راویوں کے صدق و امانت اور عدالت و صحت کی جانچ آپ پر ختم ہے۔ آپ کو رؤیا میں بتایا گیا کہ دار قطنی جنت میں بھی امام کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں"۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از علامہ خطیب زیر دارقطنی)

(۴)علامہ ابن منصور سمعانی متوفی ۵۶۲ھ کے مطابق: "امام دار قطنی ان ماہر حفاظ میں سے ہیں جو کثرت سے روایت کرتے ہیں اور حافظہ میں ان کو بطور ضرب المثل پیش کیا جاتا ہے گویا اپنی مثال آپ ہیں"۔

(الانساب جز ثانی صفحہ ۴۳۸ دارالحنان)

(۵)علامہ نووی شارع مسلم متوفی ۶۷۶ھ کا بیان ہے کہ:

"حفاظ حدیث کی وہ جماعت جن کی تصانیف نے بہت شہرت پائی اور عظیم الفائدہ ہیں ان میں دار قطنی بھی شامل ہیں"۔

(سنن دارقطنی مع التعلیق المغنی صفحہ ۹ دارالمعرفہ بیروت)

(۶)علامہ حافظ عمادالدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ فرماتے ہیں:

"احادیث پر نظر، تنقید اور ان کی فنی کمزوریوں کو جانچنے کے اعتبار سے امام دار قطنی نہایت بلند پایہ امام تھے۔ اپنے زمانہ میں فن اسماء الرجال علل اور جرح و تعدیل کے امام اور فن روایت و درایت میں مکمل دستگاہ رکھتے تھے"۔

(البدایہ والنہایۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۷ مکتبہ معارف بیروت)

(۷)علامہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ کی رائے ہے کہ:

"دار قطنی کی وسعت علم، قوت، حافظہ اور فہم کے آگے انسان کو سر جھکانا پڑتا ہے۔ اگر آپ چاہیں کہ اس عظیم امام کی مہارت علم معلوم کریں تو ان کی کتاب العلل کا مطالعہ کریں۔ آپ حیران و ششدر اور طویل تعجب میں مبتلا ہو کر رہ جائیں گے"

(تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ صفحہ ۱۸۹ مطبع دائرہ المعارف نظامیہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۴ھ)

آخر میں مولوی چنیوٹی صاحب نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا مرزا صاحب کے نصیب میں ذخیرۂ حدیث میں صرف یہی ایک روایت رہ گئی ہے اور یہ کہ احادیث کے مطابق مرزا صاحب میں علامات مسیح پوری نہیں ہوتیں۔

کاش مولوی صاحب کو چشم بصیرت عطا ہوتی تو وہ دیکھتے کہ مرزا صاحب کی صداقت کے حق میں تو سارا قرآن اور تمام ذخیرۂ احادیث شہادت دے رہا ہے تبھی تو مرزا صاحب ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کرتے ہیں کہ منہاج نبوت پر جو ثبوت چاہو مجھ سے لے لو۔

حضرت مرزا صاحب کا مجددانہ کارنامہ تو یہ ہے کہ آپ نے بخاری کی پیشگوئی کے مطابق کسر صلیب کرتے ہوئے قرآن کی تیس آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کر کے دکھائی جس سے باطل دجالی مذہب کی ساری عمارت دھڑام سے زمین پر آگری اور بقول مولوی نور محمد نقشبندی:

"آپ نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دی یہاں تک کہ ان کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا"۔

(دیباچہ معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم۔ از مولانا شاہ اشرف علی تھانوی ۔نور محمد مالک کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

آپ ہی وہ منفرد مدعی ہیں جو مسلم کی حدیث کے مطابق دمشق کے عین مشرق میں قادیان میں تشریف لائے ۔وہی مشرق جہاں سے رسول اللہ نے فتنے پھوٹنے کی خبر دی تھی اور جہاں دجال کے ساتھ دلائل سے مقابلہ کر کے علمی اور روحانی میدان میں اسے شکست دی جانی تھی۔ بخاری میں دین کے لئے جنگوں کو موقوف کر دینے کی خبر آپ کے ذریعہ پوری ہوئی۔ حضرت مرزا

صاحب ہی وہ مسیح موعود ہیں جو بخاری میں بیان فرمودہ اس حلیہ کے عین مطابق تشریف لائے جو رسول اللہ ﷺ نے عالم رؤیا میں دجال کے پیچھے طواف کعبہ کرتے ہوئے دیکھا اور جو مسیح ناصری کے حلیہ سرخ رنگ اور گھنگھریالے بال سے جدا حلیہ ہے یعنی گندمی رنگ اور سیدھے بال۔ آپ کے طواف کعبہ سے مراد اسلام کی حفاظت تھی سو وہ آپ سے ظہور میں آئی۔ آپ نے ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی جس کے بارے میں علامہ اقبال بھی کہہ اٹھے کہ تمام مسلمان فرقوں میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت احمدیہ میں ہے۔

پس آج دنیا کا امن اور نجات اسی جماعت سے وابستہ ہے۔ آج جس قدر فتنے اور خرابیاں تمام عالم اور بالخصوص عالم اسلام میں آپ کو دکھائی دیتی ہیں ان کا ایک ہی علاج ہے کہ آسمان سے جو روحانی قیادت اتاری گئی ہے اسے قبول کر لیا جائے۔ ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ کے ماموروں کو قبول کرنے والے ہی مصائب اور فتنوں سے بچائے جاتے ہیں۔ پس آج بھی نجات کی یہی ایک راہ ہے۔

مولوی چنیوٹی صاحب کہتے ہیں کہ ایک صدی بعد جماعت احمدیہ کے موجودہ امام کو بھی ملک چھوڑ کر برطانیہ پناہ لینی پڑی۔ وہ یہ غور نہیں کرتے کہ مرزا صاحب تن تنہا مسیح و مہدی کا دعویٰ لے کر کھڑے ہوئے تھے اور اعلان کیا تھا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ اور آج جماعت احمدیہ ۱۵۸ ممالک میں کروڑوں کی تعداد میں پہنچ چکی ہے۔ مولوی صاحب کو عیسائی اور یہودی بڑھتے ہوئے نظر آرہے ہیں مگر جماعت احمدیہ کا وہ حدود پھلانگ جانے والا اضافہ ان کو نظر نہیں آتا جو چند سالوں میں لاکھوں سے ہوتا ہوا کروڑوں میں داخل ہو رہا ہے اور جماعت احمدیہ اپنی دوسری صدی کے آغاز میں ہی اپنے اندر فوجوں کے داخلے کے حسین نظارے دیکھ رہی ہے جو قرآن شریف کے بیان کے مطابق فتح و نصرت کے نقارے قرار دئے گئے ہیں۔ صرف ۱۹۹۹ء کے اس سال میں جماعت احمدیہ میں ایک کروڑ آٹھ لاکھ سے زائد افراد دنیا بھر سے داخل ہوئے۔ فالحمدلله علی ذلك۔

ترقیات میں یہ تیزی ہمارے موجودہ امام کی اس ہجرت کے بعد دیکھنے میں آئی ہے جو پاکستان کے پیش آمدہ حالات میں سنت رسول کے مطابق ان کو کرنی پڑی، جو اپنی ذات میں خود ایک نشان ہے نہ کہ جائے اعتراض۔ کیونکہ ہجرت مدینہ کی طرح اس ہجرت کی برکات اور فتوحات بھی عظیم الشان ہیں جن کے نتیجہ میں یورپ میں ایک انقلاب رونما ہو رہا ہے اور مغرب اسلام کے سورج کے طلوع کا نظارہ پیش کر رہا ہے۔ آج لندن سے MTA (مسلم ٹی وی احمدیہ) انٹرنیشنل کی نشریات ساری دنیا میں جا رہی ہیں اور اسلام کا پیغام کُل عالم میں پہنچایا جا رہا ہے۔ آج جماعت احمدیہ سو سے زیادہ زبانوں میں قرآن مجید کی منتخب آیات کے تراجم شائع کر چکی ہے اور ۵۳ زبانوں میں مکمل تراجم قرآن شائع ہو کر مختلف ممالک اور اقوام کے ہاتھوں میں ہیں۔ کیا یہ حیرت انگیز انقلاب نہیں کہ وہ تنہا آواز آج ۱۵۸ ممالک میں کروڑوں آوازوں میں بدل چکی ہے۔ مولوی حضرات تعاقب کرتے کرتے تھک گئے پر جماعت احمدیہ کی ترقی کو نہ روک سکے اور نہ روک سکیں گے۔ بے شک یہ ترقیات حسد کی آگ بھڑکائیں گی اور بھڑکا رہی ہیں جس میں جلنا دشمنان احمدیت کا مقدر بن چکا ہے۔ کیا حکومتوں کی سرپرستی کے باوجود مخالفین کی یہ ناکامیاں اور جماعت کی واضح کامیابیاں اس کی سچائی کا نشان نہیں۔ یقیناً ہے۔ مگر بصیرت والی آنکھ کے لئے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔
شکریہ ۔(مینجر)

بقیہ: رپورٹ اجتماع لجنہ اماء اللہ فرانس
از صفحہ نمبر ۱۶

اطاعت کا دامن مضبوطی سے پکڑیں اور خدا نما بندے بن جائیں۔

علمی مقابلہ جات

اس کے بعد علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا جن میں حسن قراءت، تقاریر (اردو) شامل تھے۔

دوسرے اجلاس کا آغاز سوا تین بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد درثمین میں سے ایک کلام متاثر کن آواز میں پڑھ کر سنایا گیا۔

اے دوستو جو پڑھتے ہو ام الکتاب کو
اب دیکھو میری آنکھوں سے اس آفتاب کو

اس کے بعد علمی مقابلہ جات کا دور شروع ہوا جس میں فرنچ میں تقاریر کا مقابلہ، مقابلہ دینی معلومات اور نظم خوانی (اردو، پنجابی، فرنچ اور عربی) شامل تھے۔

ورزشی مقابلہ جات

علمی مقابلہ جات کے بعد ورزشی مقابلہ جات شروع ہوئے جن میں پارسل گیم، بیڈ منٹن، پنگ پانگ، کلائی پکڑنا اور روک دوڑ شامل تھے۔

اس کے ساتھ ہی پہلے دن کے اجتماع کے پروگرام ختم ہوئے۔

ہفتہ کے روز ہی وقفہ کے دوران کتابوں کے سٹال اور صنعتی نمائش کا افتتاح کیا گیا۔ لوگوں نے اس موقعہ پر خریداری کی۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills .& Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ساڑھے دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ ایک حدیث نبوی عربی میں پڑھی گئی جس کا عنوان تھا "شرک اور ماں باپ کی نافرمانی اور جھوٹ تین بڑے گناہ ہیں" اور اس کا اردو ترجمہ مع مختصر تشریح بیان کی گئی۔ بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے

خوش الحانی سے پیش کیا گیا۔

اس کے بعد فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے موضوع پر اردو اور فرنچ میں تقاریر ہوئیں۔ فتح مکہ پر اردو تقریر کے بعد محترمہ کارین بلانکو (Carine Blanco) صاحبہ نے فرنچ زبان میں تقریر کی۔ ایک نظم کے بعد محترمہ نزہت عارف صاحبہ نے "آنحضرت ﷺ کے آخری ایام اور حجۃ الوداع" کے موضوع پر اردو زبان میں تقریر کی جس میں حجۃ الوداع کے تاریخی خطبہ کا خلاصہ پیش کیا۔ آخر میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ فرانس نے تقریر کی جو اردو فرنچ میں تھی جس کا عنوان تھا:

"دعا کا آغاز اور برگزیدہ ہستیوں کی دعائیں"

آپ نے مختلف انبیاء کرام کی دعاؤں اور بالخصوص آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے ذکر کرنے کے بعد خلفائے احمدیت کی دعاؤں اور ان کے نتیجے میں ظاہر ہونے والے نشانات کا ذکر فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ دعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ خدا کی محبت میں اور آنحضورؐ کی محبت میں انسان ڈوبا ہوا ہو اور یہ کہ سورۃ فاتحہ بہترین دعا ہے۔

اس کے ساتھ ہی دوسرے روز کے پہلے اجلاس کا اختتام ہوا۔ اور وقفہ برائے طعام اور ادائیگی نماز ظہر و عصر ہوا۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس کا آغاز ٹھیک چار بجے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مالی کی دو ممبرات نے ایک نظم پیش کی۔

مجلس سوال و جواب

اس مجلس میں ممبرات کی طرف سے سوالات کئے گئے جن کے جوابات محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اور چند دیگر ممبرات لجنہ نے دئے۔ یہ مجلس کم و بیش ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

اس مجلس کے بعد سیکرٹری صاحبہ مال نے "چندہ کی اہمیت و فضیلت" کے موضوع پر تقریر کی۔

اجتماع کے دوران مختلف اوقات میں ناصرات الاحمدیہ کے لئے بھی چند مقابلہ جات کا اہتمام کیا گیا جن میں تلاوت قرآن کریم، نظم، دینی معلومات اور اردو کلاس کا پروگرام شامل تھے۔

تقسیم انعامات

اتوار کے روز شام ۵ بجے تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ نے ازراہ شفقت ناصرات میں انعامات تقسیم فرمائے۔ انہوں نے ہر بچی کا مختصر تعارف بھی کروایا، ان کا حوصلہ بڑھایا اور اچھی کارکردگی پر شاباش دی۔

بعد ازاں مختلف مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات لجنہ کو بھی صدر صاحبہ نے انعامات سے نوازا۔ انہوں نے ہر انعام حاصل کرنے والی ممبر کا تعارف کروایا، ان کی خدمات کو سراہا اور دعائیہ کلمات سے نوازا۔ انہوں نے اپنی عاملہ کی تمام ممبرات کا تعارف بھی کروایا اور دوران سال کام کرنے والی ممبرات کو بھی انعامات دئے گئے۔

اختتامی خطاب صدر لجنہ

تقسیم انعامات کے بعد محترمہ صدر صاحبہ مسز نسیم دلانوا نے اختتامی خطاب فرمایا۔ انہوں نے اجتماع کے کامیاب انعقاد پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور دور و نزدیک سے تشریف لانے والی ممبرات اور غیر از جماعت خواتین کا شکریہ بھی ادا کیا جنہوں نے اجتماع کی کارروائی کو بغور سنا۔

انہوں نے خاص طور پر تربیت اولاد کے پہلو کو لیا اور توجہ دلائی کہ اپنی اولادوں کی تربیت میں غفلت سے کام نہ لیں۔ موجودہ دور کا ماحول اس بات کا شدت سے متقاضی ہے کہ بچوں کے لئے دعائیں کی جائیں اور ان پر پوری نظر رکھی جائے۔ بچوں میں جلد سونے اور صبح جلد بیدار ہونے کی عادت ڈالیں۔ بچیوں کو سلیقہ سے کام کرنا سکھائیں۔ باورچی خانہ کے کام کی خصوصی تربیت دیں۔ ان بچیوں نے گھر سنبھالنے ہیں اور ایک نئی نسل کو پروان چڑھانا ہے۔ اسراف سے بچیں۔

آخر میں انہوں نے تعاون کرنے والی تمام کارکنات کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے ساتھ اجتماع کا اختتام ہوا۔ اجتماع کے دوران تلاوت نظم اور تقاریر کا فرنچ ترجمہ کیا جاتا رہا۔

اجتماع کے موقعہ پر مختلف سٹالز بھی لگائے گئے اور صنعتی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا۔ اسی طرح سلسلہ کی کتب کا سٹال بھی برائے فروخت و نمائش لگایا گیا۔ اس اجتماع کے موقعہ پر ممبرات کی سہولت کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ اس طرح اس اجتماع کے دوران مختلف شعبوں نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس مساعی کو قبول فرمائے اور تمام کام کرنیوالوں کو جزائے خیر سے نوازے۔ نیز اجتماع کی برکات سے ہم سارا سال مستفید ہوتے رہیں۔

(رپورٹ مرتبہ: خالدہ قادر۔
سیکرٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ فرانس)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (مینجر)

بقیہ:خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ نمبر ۲

شیعیت کی تبلیغ اپنی صحبت میں کرتے رہتے ہیں اور مجتہدین نے احمدیت کے خلاف انہیں بھر رکھا ہے۔ وہ کہنے لگے چلئے بھی دیکھا جائے گا۔ میں چلا گیا۔ نواب صاحب باہر سیر میں گئے ہوئے تھے۔ اس روز انکا (روزہ) تھا۔ روزہ افطار ہو چکا تھا۔ ہم لوگ اپنی اپنی نمازیں مغرب کی پڑھ رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو نواب صاحب آگئے اور مجھے نیا نیا دیکھا تو سواری سے اتر کر پوچھنے لگے۔ شوکت صاحب مرحوم نے بتایا۔ فرمایا۔ اچھا خیمہ میں افطاری کیلئے چلو میں ابھی آتا ہوں۔ شیعہ لوگ افطار عموماً ذرا تاریکی ہو جانے پر کرتے ہیں۔ نواب صاحب آئے اور افطاری کی بہت بڑی میز پر تقریباً چالیس پچاس معززین تھے۔ بعد افطار سرکار میرے قریب آئے اور پوچھا کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ہے؟ میں نے سوچ کر اس خیال سے کہ مباحثہ عام مجمع میں نہ ہو یہ کہا کہ میں حضرت مرزا صاحب کا ایک شعر پڑھتا ہوں اس سے آپ خود ہی اندازہ فرمالیں۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

پھر فرمایا کہ مرزا صاحب نے اپنے آپکو حضرت امام حسینؓ سے افضل قرار دیا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بھی انکے اس شعر سے آپ سمجھ لیں گے۔

جان و دلم فدائے جمال محمد است خاکم نثار کوچۂ آلِ محمد است

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ آپکو ایسا جواب نہیں دینا چاہئیے تھا۔ آپ صاف کہہ دیتے کہ ہمارا دعویٰ نبوت کا ہے۔ لیکن ایک پہلو سے ہم نبی ہیں اور ایک پہلو سے امتی ہیں۔ یہ تذکرہ بدر میں چھپا ہے۔

ایک دن حضور نے فرمایا کہ نواب صاحب رام پور کو ہم خط لکھتے لیکن آپ کو شاید نقصان پہنچے۔ خط دینے سے میں نے عرض کیا مجھے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اگر میری نوکری بھی چلی جاوے تو مجھے اندیشہ نہیں۔ گورنمنٹ سے عارضی خدمات میری لی گئی ہیں۔ حضور نے خوش ہو کر فرمایا کہ خط دیں گے۔ چنانچہ جب میں ختمِ قیامِ قادیان پر واپس جانے لگا تو حضور نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ نواب صاحب کو خط تنہائی میں دینا۔ آدمی آدمی کا شیطان ہوتا ہے۔ میں رام پور چلا گیا اور خط اپنی جیب میں۔ نواب صاحب کی خدمت میں روز حاضر ہوا کرتا تھا، تنہائی کا موقعہ ہی نہیں ملتا تھا۔ اس دس بارہ دن کے عرصہ میں ایک عجیب واقعہ ہوا۔ وہ یہ (کہ) نواب صاحب رامپور کے حقیقی پھوپھا صاحبزادہ محمد علی خاں عرف چھٹن صاحب مرحوم اور نواب صاحب کے حقیقی نانا صاحبزادہ عنایت اللہ خان صاحب عرف انا میاں صاحب مرحوم نے علیحدہ علیحدہ خطوط حضرت اقدس کی خدمت میں لکھے۔ صاحبزادہ چھٹن صاحب نے لکھا کہ چونکہ آپکو دعویٰ نبوت ہے اسلئے مجھے مدعا لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ البتہ حصول مدعا کے لئے دعا فرمائی جائے۔ صاحبزادہ انا میاں صاحب نے حضور کو لکھا کہ مجھے اپنی بیعت میں داخل فرمایا جائے۔ اور میرے لئے دعا کی جائے۔ حضرت اقدس نے صاحبزادہ چھٹن کو جواب دیا کہ میں علیل رہتا ہوں مجھے معذور سمجھیں۔ دعا بڑا مجاہدہ چاہتی ہے۔

صاحبزادہ انا میاں صاحب کو لکھا کہ میں نے بیعت قبول کر لی ہے۔ آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ ذوالفقار علی خاں صاحب رامپور میں ہیں اُن سے بھی کہیئے کہ آپ کے لئے دعا کیا کریں۔ میں جو حضرت اقدس کے خط کو لئے دس بارہ پندرہ دن انتظار میں پھرتا رہا۔ ایک دن قریب وقت عصر انا میاں صاحب کے پاس پہنچا کہ وہ اور چھٹن صاحب نواب صاحب کے ساتھ شب کے کھانے کے بعد چوسر کھیلا کرتے تھے اور اس وقت دوسرے درباری بہت کم ہوا کرتے تھے۔ وہ نماز عصر کے لئے تیار تھے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ آج تو آپ نماز پڑھاویں۔ انکے حاشیہ نشیں دس بارہ آدمی اور بھی تھے۔ میں نے کہا کہ آپ میرے پیچھے نماز جائز سمجھتے ہیں۔ فرمایا کہ بیشک۔ میں نے عصر کی نماز پڑھائی۔ انا میاں صاحب میرے دادا کے ساتھیوں میں (سے) تھے اور اکثر انکے کارنامے غدر کے زمانہ کے سنایا کرتے تھے۔ مجھے یہ پہلا موقعہ تھا کہ رامپور میں مہینوں دن رات احمدیت کے لئے دربار نواب صاحب میں لڑتے جھگڑتے گذارنے پر ایک جماعت غیر احمدیان نے میری اقتدا میں نماز کی خواہش کی۔ مرا دل آستانہ الوہیت پر بیقرار ہو کر گر پڑا۔ نماز بہت سوز و گداز اور انا میاں صاحب کے لئے دعاؤں میں ختم کی۔ نماز کے بعد انا میاں صاحب بیخود ہو کر کہنے لگے کہ واللہ آج تمام عمر میں جو لذت اس نماز میں ملی ہے کبھی نہیں ملی پھر اندر دالان میں لے جا کر مجھے حضرت اقدس کا خط دکھایا۔ بے حد خوشی ہوئی پھر میں نے حضرت کے نواب صاحب کے نام خط کا ذکر کیا کہ تنہائی کی ہدایت ہے اور تنہائی ملتی نہیں۔ اور اسوقت تک نواب صاحب کے مزاج میں اتنا رسوخ نہ تھا کہ میں تنہائی میں کچھ کہنے کی اجازت مانگتا۔ وہ سن کر کہنے لگے کہ آج کہوں گا۔ وہ بعد مغرب قلعہ میں چلے گئے اور حسب معمول رات کے دس بجے چوسر شروع ہوتے ہی ذکر کیا۔ فوراً ہرکارہ دوڑتا ہوا میرے گھر آیا کہ سرکار یاد فرما رہے ہیں۔ میں جب حاضر ہوا تو نواب صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب نے میرے لئے خط دیا ہے؟ میں نے جیب سے نکال کر پیش کیا اور عرض کیا کہ تنہائی میں دینے کی ہدایت تھی۔ میں ایسے موقعہ کا منتظر تھا۔ نواب صاحب نے خط کو خود پڑھا اور اسی وقت منشی محمد احمد صاحب قمر مینائی کو جو پیشکار حضوری تھے بلا کر جواب لکھوانا شروع کر دیا۔ مضمون خط کا خلاصہ یہ تھا کہ دل کی کھڑکی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلتی ہے۔ مجھے اہل بیت نبوی سے محبت ہے۔ آپ میرے لئے دعا فرمائیں۔ اگلے دن خط تیار ہو کر مہر لگائی گئی اور مجھے خط دیکر حکم ہوا کہ فوراً قادیان جاویں۔ قادیان حاضر ہوا۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام کو خط دیا۔ حضور نے خط پڑھ کر فرمایا کہ نواب صاحب میں کچھ سعادت معلوم ہوتی ہے۔ میں جواب لکھونگا آپ چند روز ٹھہریں۔ فنانشل کمشنر یہاں آنے والے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نواب صاحب مرحوم نے جلد واپسی کا حکم دیا تھا حضور تار دے کر اجازت منگالیں۔ حضرت نے مولوی محمد علی صاحب کو تار دینے کے لئے کہا اور چیف سیکرٹری صاحبزادہ سر عبدالصمد خان صاحب بہادر کو تار دیا گیا۔ اسی دن یا اگلے دن جواب آیا کہ جب تک آپ چاہیں ذوالفقار علی خاں کو روکیں۔ مجھے حضور نے رامپور کے مخالفین کی سخت کلامی کے ذکر پر ہدایت کی تھی کہ آپ یہ کہدیا کریں کہ میں جواب تو دے سکتا ہوں لیکن صبر کرنا پسند کرتا ہوں۔ گندہ دہنی کا یہی جواب میری طرف سے ہے۔ چنانچہ ایک عرصہ تک میں اس پر قائم رہا پھر نہ رہ سکا۔ ایک ایسا شریر دربار رامپور میں آگیا جو محض اپنی قدر و منزلت بڑھانے کے لئے سب وشتم میں یگانہ تھا۔ بالآخر اُسے قہر الٰہی نے فالج زدہ کر کے پہلے ہی دن سے زبان بند کر دی جو قینچی کی طرح چلا کرتی تھی اور اسکے ایک ماہ بعد چوبیس گھنٹے میں اسکے پیر کو بھی خدا نے ہلاک کر دیا۔ نواب صاحب ان کے گھر گئے تھے اور انکی خواہش پر مجھے بھی لے گئے تھے۔ اندر مکان میں درگاہ تھی کسی بزرگ کی۔ اُن کا عرس تھا یہ پیر صاحب جھنٹے والے میاں کہلاتے تھے۔ جب دو تین گھنٹہ کے بعد نواب صاحب عرس کے دوران میں واپس رامپور کے لئے سوار ہونے لگے تو میں اور ہادی حسن خان صاحب مرحوم جو پرائیویٹ سیکرٹری تھے اور میرے ساتھ باہر دروازہ پر بیٹھے رہے تھے اندر عمارت کے داخل ہوئے۔ نواب صاحب جب سوار ہوئے تو ان صاحب نے جو جھنٹے والے میاں صاحب کے مرید یا نفس ناطقہ تھے سرکار سے عرض کی کہ سپرنٹنڈنٹ ہمارے قوالی میں شریک نہیں ہوئے۔ سرکار نے مجھ سے پوچھا کہ بھائی یہ تو ذکر الٰہی تھا۔ اسکی شرکت میں کیا حرج تھا۔ میں نے عرض کیا کہ میرے مرشد نے طبلہ سارنگی پر ذکر الٰہی مجھے نہیں سکھایا ہے۔ پیر اور مرید دونوں اس جواب سے خاموش ہو گئے۔ میں جو ایک بار آیا غالباً ۱۹۰۷ء میں تو حضور باہر تشریف لے آئے عرض کیا کہ شیخ عبدالرشید صاحب نے کوئلہ کا کام ختم کر کے سات ہزار روپیہ طباعت قرآن شریف پر صرف کرنے کا سامان کر لیا ہے۔ ترجمہ حضرت حکیم الامت کا چاہئیے۔ حضور نے فرمایا کہ کئی بار میں نے کہلا بھیجا ہے آپ خود جا کر میری طرف سے کہہ دیں کہ ترجمہ دیدیں۔ پھر میں نے مولوی عبدالرحیم صاحب کا سلام پہنچایا۔ حضور نے تعجب سے پوچھا کہ مجھے سلام بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور وہ تو بڑے مخلص اور عاشق ہیں حضور کے اور سلسلہ کے فدائی۔ فرمایا آپ نے وہ خط نہیں دیکھا ہے جو مجھے لکھا ہے مولوی صاحب کے پاس ہے دیکھ لیجئے گا۔ میں نے حضرت خلیفہ اوّلؓ سے ترجمہ کی بابت عرض کیا۔ فرمایا کہ ابھی بتاتا ہوں اور ترجمہ اندر سے منگایا اور مجھے دکھایا جا بجا کثرت سے اصلاح و ترمیم تھی۔ فرمایا کہ میں کیا شائع کروں۔ روزانہ قرآن شریف کے ایسے عجیب معارف حضرت اقدس کی زبان مبارک سے سنتا ہوں کہ روز ترمیم کرنا پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں کیا چھپواؤں۔ اچھا ایک پارہ لے جایئے۔ اور ترجمہ شائع کرایئے۔ دیکھئے لوگ کیا کیا اعتراض کرتے ہیں۔ مولوی عبدالرحیم صاحب کے خط کا میں نے ذکر کیا۔ فرمایا ہاں کچھ اعتراضات جماعتی نظام اور چندہ کے متعلق تھے۔ پھر میں نے مولوی صاحب کے الہامات کا ذکر کر کے عرض کیا کہ وہ تو بعض اپنے الہامات کا مطلب مجھ سے پوچھا کرتے ہیں۔ بہت سیدھے اور دنیوی معاملات میں بہت ناکردہ کار ہیں۔ انکو الہامات میں کبھی کبھی حدیث النفس کی کیفیت بھی ہوتی ہے۔ اسی زمانہ میں حضور نے حقیقۃ الوحی شروع فرمادی تھی۔ کئی بظاہر ملہم تھے جو ٹھوکر کھا چکے تھے۔ ایک مرتبہ جب مسجد مبارک کی توسیع ہو چکی تھی۔ میں قادیان میں ہی تھا کہ میں نے کسی کے آنے کی پچل سنی۔ حضور کی آمد کے خیال سے کھڑا ہو کر دیکھنے لگا۔ کھڑکی آہستہ سے کھلی اور حضور کواڑ کے کنارہ کو

MF Gastro Inhaber: Mazhar Farooq
Gastronomie-Einrichtungen
Mainzer Straße 13
64521 Groß-Gerau
Telefon (0 61 52) 92 68 86
Telefax (0 61 52) 92 68 86
Mobil (01 77) 2 15 43 16
Kaffeemaschinen
Aufschnittmaschinen
Hähnchengrills
Wandhauben
Pizzaöfen
Umluftkühlschränke
Spülmaschinen
Kühltheken
Kühlzellen
Teigknetmaschinen
Teigausrollmaschinen
Gyrosgrills usw.
بسم اللہ الرحمن الرحیم
جرمنی میں
احمدی بھائیوں کی اپنی دوکان
کم قیمت میں معیاری سامان
نیز سروس اور ٹرانسپورٹ کا انتظام ہے

پکڑ کر کھڑے رہے۔ چہرہ مبارک اداس اور مضمحل تھا۔ میں نے پاؤں پر آیوڈین بہت سی ملی دیکھ کر جلدی سے ہاتھ بڑھا کر حضور کے بغل مبارک کے نیچے رکھ دیا۔ حضور اس پر زور دیکر پاؤں اُٹھا سکے اور تکلیف سے آکر بیٹھے۔ میں نے سبب درد پوچھا۔ حضور نے فرمایا۔ آپ کو یاد ہو گا گورداسپور کے مقدمہ کے دوران میں میں نے کئی بار دیہاتی دوستوں سے کہا۔ کہ جو احباب جسم دبانا نہیں جانتے وہ نہ دبایا کریں مجھے اذیت ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور خوب یاد ہے۔ فرمایا اُسی زمانہ میں کسی نے میرا پاؤں اس زور سے دبایا کہ قریب تھا کہ چیخ نکل جائے مگر میں نے اس خیال سے کہ اس دوست کی تکلیف کا موجب ہو گا ضبط کر لیا۔ وہ دباتا ہی رہا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ رات مجھے کثرت سے پیشاب آیا کوئی ستر (70) بار مجھے پیشاب کے لئے اٹھنا اور بیٹھنا پڑا اسلئے اسی جگہ پاؤں میں درد ہو گیا اور ورم بھی ہو گیا۔ ذوالفقار علی خاں

(رجسٹر روایات نمبر چھ صفحہ ۳۳۷ تا ۳۷۹)

حضرت چودھری نظام دین صاحبؓ (ٹیلر ماسٹر)

ابن میاں محمد ولی صاحب سکنہ جہلم

تعارف: - آپ کو ۱۹۰۲ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور بیعت کی توفیق ملی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ضمیمہ انجام آتھم میں اپنے تین سو تیرہ کبار صحابہ میں آپ کا نام ۱۸۲ویں نمبر پر درج فرمایا ہے۔

روایت: میں حیران ہوں کہ یہ نعمتِ عظمٰی یعنی احمدیت محض اللہ تعالٰے کے فضل سے مجھے نصیب ہوئی میں سچ کہتا ہوں کہ جس حالت میں مَیں تھا اگر کئی برس بھی میں اسی حالت میں رہتا تو شاید احمدیت کے نزدیک بھی نہ آتا مگر میرے پیدا کرنے والے نے مجھ پر اتنا احسان کیا کہ وہ راستہ جو برسوں میں مجھ سے طے نہ ہوتا اس نے اپنے فضل سے ایک رات میں مجھ پر احسان کر کے مجھ کو طے کرا دیا۔ اور وہ اس طرح کہ اپنے مولویوں کے کہنے کے مطابق میں ہمیشہ احمدیوں سے جب گفتگو کرتا تو مجھے ہمیشہ یقین ہوتا کہ ہمارے مولوی دین کے ستون ہیں۔ اور ہمیں شرک بدعت سے بچانے کے لئے محض للہ پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔ ہم اہلِ حدیث اپنے آپ کو مُتقی اور ہر ایک حرام اور جھوٹ سے پرہیز کرنے والا خیال کرتے تھے۔ ایک دفعہ مارچ کا مہینہ تھا غالباً ۱۹۰۲ء کا ذکر ہے ہم چند اہل حدیث جہلم سے لاہور بدیں غرض روانہ ہوئے کہ چل کر انجمن حمایت (اسلام) لاہور کا جلسہ دیکھیں جو سال کے سال ہوا کرتا تھا۔ ہم لاہور پہنچ کر جلسہ گاہ جا رہے تھے کہ پنڈال کے باہر دیوار کے ساتھ ایک مولوی صاحب کھڑے ہوئے وعظ فرما رہے تھے۔ ایک ہاتھ میں قرآن مجید تھا اور دوسرے ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے اشتہارات بانٹ رہے تھے اور منہ سے یہ کہتے جاتے تھے کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھی ہو گیا ہے اسلئے کہ نبیوں کی ہتک کرتا تھا اور خود کو عیسٰی کہتا تھا۔ اور ساتھ ہی خدا تعالٰے کی قسم اٹھا کر یہی الفاظ مذکورہ بالا دہراتا جاتا تھا۔ ہم سن کر حیران ہو گئے اور اپنے دل میں کبھی وہم بھی نہ گذرا تھا کہ کوئی شخص اسقدر بھی جرأت کر سکتا ہے کہ اللہ تعالٰے کی قسم کھا کر جھوٹ بولتا ہے اور قرآن مجید اٹھا کر جھوٹ بولتا ہے۔ ہم تین آدمی تھے میں نے اس سے اشتہار لے لیا اور پڑھنے لگے۔ اس پر بھی یہی مضمون تھا کہ نعوذ باللہ مرزا کوڑھی ہو گیا ہے نبیوں کی ہتک عزت کرتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ چلو قادیان چلیں اور مرزا صاحب کا حال آنکھوں سے دیکھ کر اپنے شہر کے مرزائیوں کو کہیں گے جو ہر روز ہمارے ساتھ گفتگو کرتے رہتے ہیں اور جو اعتراض ہمارے علماء کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تمہارے چودھویں صدی کے علماء جھوٹ بولتے ہیں ہمارا بیان تو چشم دید ہو گا ہم ان کو خوب جھوٹا کریں گے۔ میرے ساتھیوں نے پہلے تو انکار کیا مگر میرے اصرار پر تیار ہو گئے اور ہم تینوں لاہور سے سوار ہو کر بٹالہ اترے۔ بٹالہ سے ایک روپیہ کو یکہ لیا اور شام اور عصر کے درمیان قادیان مہمان خانہ میں پہنچ گئے۔

شام کا وقت یعنی مغرب کی نماز کا وقت قریب ہی تھا میں نے کسی سے پوچھا کہ مرزا صاحب جہاں نماز پڑھتے ہیں وہ جگہ ہم کو بتاؤ کہ ہم ان کے پاس کھڑے ہو کر انکو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایک شخص شاید وہی تھا جس سے ہم نے پوچھا تھا میرے ساتھ ہو لیا اور وہ جگہ بتائی جہاں حضور کھڑے ہو کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ چونکہ وقت قریب ہی تھا میں وہیں بیٹھ گیا جہاں حضور نے میرے ساتھ داہنے ہاتھ آکر کھڑا ہونا تھا۔ باقی دونوں دوست میرے داہنے ہاتھ کی طرف بیٹھ گئے۔ چند منٹ کے بعد مغرب کی اذان ہوئی تو شائد دو تین منٹ کے بعد حضرت اقدس تشریف لے آئے۔ جناب مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آگے کھڑے ہو گئے۔ مؤذن نے تکبیر شروع کر دی تکبیر کے ختم ہونے تک میں نے حضورؑ کے پاؤں سے لیکر سر تک سب اعضاء کو دیکھا حتیٰ کہ سر مبارک کے بالوں اور ریش مبارک کے بالوں پر جب میری نگاہ پڑی تو میرے دل کی کیفیت اور ہو گئی میں نے دل میں کہا کہ الٰہی اس شکل اور صورت کا انسان میں نے آجتک کبھی نہیں دیکھا۔ بال کیا تھے جیسے سونے کی تاریں تھیں اور آنکھیں خوابیدہ گویا ایک مکمل حیا کا نمونہ پیش کر رہی تھیں۔ ہاتھ اور پیروں کی خوبصورتی علیحدہ دل کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ اسی عالم میں محو تھا کہ الٰہی یہ وہی انسان ہے جس کو ہمارے مولوی جھوٹا اور نبیوں کی ہتک کرنے والا بتاتے ہیں۔ میں اسی خیال میں غرق تھا کہ امام نے اللہ اکبر کہا اور نماز شروع ہو گئی۔ گو میں نماز میں تھا مگر جب تک سلام پھیرا میں اسی حیرانی میں رہا کہ الٰہی وہ ہمارا مولوی جس کی داڑھی بڑھی ہوئی اور شرعی طور پر لبیں تراشی ہوئی، قرآن مجید کو ہاتھ میں لئے ہوئے قسمیں کھا رہا ہے اور سخت توہین آمیز الفاظ میں حضور کا نام لے لے کر کہہ رہا ہے کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھی ہو گیا۔ اسی خیال نے میرے دل پر شبہ اور شکوک کا ایک دریا پیدا کر دیا۔ کبھی تو دل کہتا کہ قرآن اٹھا کر اور خدا کی قسم کھا کر بیان کرنے والا بھلا کبھی جھوٹا ہو سکتا ہے۔ شاید یہ شخص جو نماز میں کھڑا کیا ہے مرزا نہ ہو کوئی اور ہو۔ نئے آدمیوں کو دھوکہ دینے کیلئے ایسا کیا جاتا ہو۔ اور پھر جس وقت حضور کی صاف اور سادہ نورانی شکل سامنے آتی تو دل کہتا کہ کہیں وہ قسم اٹھانے والا دشمنی کی وجہ سے جھوٹ نہ بول رہا ہو کہ لوگ سن کر قادیان کی طرف نہ جائیں۔

خیر نماز ہو گئی حضور شاہ نشین پر بیٹھ گئے۔ اوّل تو آواز دی کہ مفتی صاحب ہیں تو آگے آجاویں۔ جب مفتی صاحب آگئے تو پھر حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب کہاں ہیں۔ میں نے دیکھا کہ مولوی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل مولوی نورالدین صاحبؓ سب سے آخری صف میں سے اٹھ کر تشریف لائے۔ حضور نے باتیں شروع کر دیں جو طاعون کے بارہ میں تھیں۔ عشاء تک حضور باتیں کرتے رہے۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے جلد بعد حضور اندر تشریف لے گئے۔ ہم آپس میں آکر باتیں کرتے رہے کہ یہ کیا بھید ہے۔ ہمارا مولوی قرآن اٹھا اور خدا کی قسمیں کھا کر کہتا تھا اور یہاں معاملہ برعکس نکلا۔ خیر صبح ہم لوگ اٹھے تو ارادہ یہ ہوا کہ مولوی نورالدین صاحب سچ بولیں گے ان سے دریافت کرتے ہیں کہ یہی مرزا صاحب ہیں یا کوئی اور۔ جب ان کے مطب میں گئے تو ایک مولوی صاحب نے اعتراض پیش کیا کہ مولوی پہلے جتنے نبی ولی گذرے ہیں وہ تو کئی کئی فاقوں کے بعد بالکل سادہ غذا کھاتے تھے اور مرزا صاحب تو سنا ہے کہ پلاؤ اور زردہ بھی کھاتے ہیں۔ مولوی صاحب نے ان کو جواباً کہا کہ مولوی صاحب میں نے تو قرآن مجید میں زردہ اور پلاؤ حلال ہی پڑھا ہے۔ اگر آپ نے کہیں دیکھا ہے کہ حرام ہے تو بتائیں اور اس مولوی نے تھوڑی دیر سکوت جو کیا تو میں نے جھٹ وہ اشتہار نکال کر مولوی صاحب کے آگے رکھا کہ ایک ہمارا مولوی قسم بھی قرآن اٹھا کر کھاتا تھا کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھی ہوئے ہیں اور ہم کو جو بتایا گیا ہے کہ یہی مرزا صاحب ہیں وہ تو تندرست ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہی مرزا صاحب ہیں جن کو ہم نے نماز میں دیکھا ہے یا کوئی اور۔ تو انہوں نے جھٹ جیب میں ہاتھ ڈال کر وہی اشتہار نکال کر بتلایا کہ دیکھو ہم کو تمہارے مولویوں نے یہ اشتہار روانہ کیا ہے۔ اب یہ مرزا ہے اور وہ تمہارے مولوی جس نے قرآن ہاتھ میں پکڑ کر جھوٹ بولا جسکو چاہو سچا مان لو۔ بس پھر کیا تھا میرے آنسو نکل گئے۔ میں نے دل میں کہا کہ کمبخت اب بھی تُو بیعت نہ کریگا؟ واقعی یہ مولوی زمانہ کے دجال ہیں۔ ہم تینوں نے ظہر کے وقت حضور کی خدمت میں عرض کی ہم کو بیعت میں لے لیں۔ حضور نے کہا جلدی مت کرو کچھ دن ٹھہر وا ایسا نہ ہو کہ پھر مولوی تم کو پھسلاویں اور تم زیادہ گنہگار ہو جاؤ۔ میں نے رو رو کر عرض کی کہ حضور میں تو اب کبھی پھسلنے کا نہیں۔ خیر دوسرے روز ہم نے بیعت کر لی۔ (رجسٹر روایات نمبر پانچ صفحہ ۴۵ تا ۴۹)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

جرمنی میں دنیا بھر کے لیے سستے ٹیلیفون کی سہولت

ہم اپنے کرم فرماؤں کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا بھر میں کہیں بھی فون کرنا ہو تو فون کارڈ کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں اور کم دام میں زیادہ وقت اپنے عزیزوں کے ساتھ بات کریں

(۳۴ منٹ ۳۰ مارک میں)

اسی طرح ہم جرمنی بھر میں دلچسپی رکھنے والے احباب کو سستے فون کی دوکانیں کھول کر دینے کو بھی تیار ہیں۔ ایسے احباب تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ فون کارڈ پوسٹ کے ذریعہ بھی منگوائے جا سکتے ہیں۔

ہم فون کارڈ تھوک کے ریٹ پر بھی فروخت کرتے ہیں۔

پروپرائٹر: مسعود احمد

فون: 0171-9073453 06233-46688

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمّرم — گرکفر این بود بخدا سخت کافرم

اللہ اور اس کے رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و سلم کی
محبت میں سرشار معصوم احمدیوں پر

توہین رسالت کے سراسر جھوٹے اور ناپاک الزام میں عائد

بعض مقدمات کی تفصیل

(رشید احمد چوہدری۔ پریس سیکرٹری)

قسط نمبر ۱۲

تبلیغ کرنے کے الزام میں توہین رسالت کا مقدمہ

مکرم محمد نذیر جاوید صاحب کے خلاف تبلیغ کرنے کے الزام میں تھانہ صدر قصور میں مورخہ ۱۳؍جنوری ۱۹۹۹ء کو ایک مقدمہ زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان درج کیا گیا جو ایک مخالفت سلسلہ محمد شریف قادری ولد فضل دین ساکن موضع نور پور نہر جو اہل سنت والجماعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے کی درخواست پر درج کیا گیا۔ پولیس کے روبرو بیان دیتے ہوئے اس نے کہا:

"میں ۱۳؍جنوری کو حسب دستور قریباً سات بجے صبح مسجد جامع نور پور سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو جانے کے لئے مسجد کے قریب حمام حاجی رحمت پر پہنچا تو دیکھا کہ حمام میں پپو ولد عنایت علی، اجمل ولد رحمت علی ساکنان نور پور بیٹھے ہیں میں نے اُن کے پاس بیٹھ کر آپس میں مسئلہ مسائل شروع کر دئے اور دین کی باتیں کرنے لگا۔ اسی دوران ڈاکٹر نذیر احمد موسیٰ وہاں آیا جس کا تعلق قادیانی گروہ سے ہے۔ اس نے آتے ہی اپنے مسلک پر بات شروع کر دی اور باتوں باتوں میں حضور پاکؐ کی شان میں گستاخی کرنی شروع کر دی۔ میں نے اس کو ایسا کرنے سے منع کیا تو اس نے میرے خلاف بھی بے ہودہ بکواس کرنا شروع کر دیا اور میرے گلے پڑنے لگا۔ اس پر مسمیان پپو، اجمل وغیرہ نے مداخلت کر کے ڈاکٹر نذیر احمد کی منت سماجت کر کے بٹھایا مگر ڈاکٹر نذیر احمد نتائج کی دھمکیاں اور گالی گلوچ کرتا ہوا اپنی دکان کی طرف اسلحہ لینے کے لئے بھاگا۔

ڈاکٹر نذیر نے رسول پاکؐ کی شان میں گستاخی کر کے اور نازیبا الفاظ استعمال کر کے اور مذہبی جذبات بھڑکا کر اور میرے ساتھ بد تمیزی کر کے سخت زیادتی کی ہے اس لئے اس کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے"۔

پولیس کے نوٹ کے مطابق سب انسپکٹر نذیر احمد وقوعہ کی اطلاع پا کر نور پور نہر آیا اور محمد شریف مستغیث نے مندرجہ بالا بیان اسے تحریر کروایا جو ضبط تحریر میں لایا گیا اور پھر اسے پڑھ کر سنایا گیا جس پر اس نے صحت بیان کو درست تسلیم کرتے ہوئے زیر بیان دستخط کر دئے۔ پولیس نے مزید لکھا کہ بیان مستغیث سے صورت جرم 295/C پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس دفعہ کے تحت مکرم محمد نذیر جاوید کے خلاف مقدمہ درج ہو گیا۔

اصل تفصیلات جو اس کیس کی ہمیں معلوم ہوئی ہیں اس کے مطابق مورخہ ۱۳؍جنوری ۱۹۹۹ء کو مکرم محمد نذیر جاوید صاحب موضع نور پور نہر تحصیل و ضلع قصور میں برلب سڑک ایک حمام میں بیٹھے تھے کہ وہاں ایک مخالف سلسلہ محمد شریف پہنچا اور مکرم محمد نذیر جاوید صاحب کے ساتھ مذہبی گفتگو شروع کر دی۔ پھر بہانہ بنا کر انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ محمد نذیر جاوید صاحب اپنی جان بچا کر وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے بعد محمد شریف مذکور نے قریبی مسجد سے لاؤڈ سپیکر پر احمدیوں کے خلاف مذہبی منافرت پیدا کرنے کے لئے محمد نذیر احمدی پر توہین رسالت کا الزام لگا کر نعرے بازی شروع کر دی اور پھر جلوس بنا کر محمد نذیر کی دکان نیز دوسرے احمدیوں کی دکانوں میں لوٹ مار اور توڑ پھوڑ شروع کر دی۔ اس کی اطلاع ملتے ہی قصور سے علاقہ مجسٹریٹ پولیس لے کر موقعہ پر پہنچ گئے اور محمد شریف اور دیگر مفسدوں کے ایماء پر احمدیوں کے مکانات سے مکرم محمد نذیر کو گرفتار کرنے کے لئے چھاپے مارنے شروع کر دئے۔

احمدی مسلمانوں کو ہراساں اور پریشان کرنے کا یہ سلسلہ تقریباً ایک مہینہ جاری رہا اور باوجود تلاش کے محمد نذیر جاوید مذکور پولیس کو نہ مل سکے۔

مورخہ ۲۰؍فروری ۱۹۹۹ء کو محمد شریف مذکور نے اپنی حویلی میں ایک کانفرنس منعقد کی جس میں جماعت کے بزرگان کے خلاف نہایت رکیک حملے کئے گئے اور یہ بیہودہ اور اشتعال انگیز تقریروں کے ریکارڈ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت ہر روز صبح سے شام تک احمدیوں کی دکانوں اور رہائشی مکانوں کے سامنے انتہائی بلند آواز میں بجائے جانے لگے جس کا مقصد صرف یہ تھا کہ کوئی احمدی اشتعال میں آ کر کوئی بات کرے تو انہیں جماعت کے خلاف قدم اٹھانے کا ایک اور موقع مل سکے۔

جماعت احمدیہ کے عہدیداروں نے حکام بالا تک یہ سب واقعات پہنچائے مگر ابھی تک غنڈہ گردی کرنے والوں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔

مجسٹریٹ نے تبلیغ کے مقدمہ کو توہین رسالت کے مقدمہ میں تبدیل کر دیا

مورخہ ۳؍مارچ ۱۹۹۹ء کو مکرم انتظار احمد باجوہ ساکن گاؤں "بن باجوہ" تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے خلاف ایک مقدمہ زیر دفعہ 298/C تعزیرات پاکستان تبلیغ کرنے کے جرم میں درج ہوا۔ ان کی طرف سے ضمانت قبل از گرفتاری کی درخواست جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں دائر کی گئی مگر مجسٹریٹ صاحب نے درخواست ضمانت مسترد کرتے ہوئے اپنی طرف سے دو دفعات 295/A (مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنا اور اس دفعہ کے تحت سزا دس سال ہے) اور 295/C (توہین رسالت کی دفعہ جس کے تحت سزا موت مقرر ہے) کا اضافہ کر دیا۔ دفعہ 295/A کا اضافہ خصوصاً اس لئے کیا گیا کیونکہ اس کے تحت مقدمات کی سماعت انسداد دہشت گردی کی عدالتیں کرتی ہیں۔ اس طرح مجسٹریٹ صاحب نے ان دفعات کا اضافہ کرتے ہوئے مقدمہ کو انسداد دہشت گردی کی عدالت میں منتقل کر دیا۔

جب یہ مقدمہ انسداد دہشت گردی گوجرانوالہ کی عدالت میں پیش ہوا تو باجوہ صاحب کی طرف سے پیش ہونے والے احمدی وکلاء نے یہ موقف اختیار کیا کہ اس مقدمہ میں ان دفعات کا اطلاق نہیں ہوتا۔ عدالت نے احمدی وکلاء کے استدلال کو تسلیم کرتے ہوئے کیس ماتحت عدالت کو بھیج دیا اور دفعات 295/A اور 295/C تعزیرات پاکستان کو خارج کر دیا۔

اس طرح باجوہ صاحب کی ضمانت کا معاملہ ایڈیشنل جج پسرور کی عدالت میں پیش ہوا مگر چونکہ مخالف فریق نے انسداد دہشت گردی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کر دی اس لئے اس وقت تک کہ ہائی کورٹ کوئی فیصلہ کرے ایڈیشنل جج پسرور نے باجوہ صاحب کی ضمانت کا معاملہ ملتوی کر دیا ہے۔

کیس اب ہائی کورٹ میں پیش ہوگا جہاں یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ اس مقدمہ میں دفعہ 295/A اور دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں۔

مکرم انتظار احمد باجوہ ۲۶ سالہ نوجوان ہیں اور عرصہ دو سال سے احمدیت میں داخل ہیں۔ والدین اور دیگر بھائیوں کی طرف سے انتہائی دباؤ ہے کہ احمدیت سے علیحدگی کا اعلان کر دے تو مولوی مقدمہ واپس لے لیں گے مگر وہ استقامت کے ساتھ حق پر قائم ہیں۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

Unique Travel یونیک ٹریول

PIA، امارات ایئر، گلف ایئر اور دوسری تمام ایئرلائنز کے ذریعہ

دنیا بھر کیلئے سستی ٹکٹوں اور یقینی نشستوں کی فراہمی کا واحد مرکز

اکثر زبانوں میں ترجمہ کی سہولت نیز آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت موجود

لاہور-اسلام آباد-پشاور=900DM، فیملی فیئر لاہور-اسلام آباد-پشاور-ملتان-فیصل آباد=879DM،

کراچی=875DM، فیملی فیئر کراچی=672DM------------------(Exclusive Tax)

حاضر خدمت: الطاف چودھری۔ فون: 069/24246742 , 069/24246741

فیکس: 069/24246745_E-mail: Uniprise@t-online.de

Kaiserstrasse 64, Kaiserpassage 10, 60329 Frankfurt am Main - Germany

لِقاءٌ مَعَ العَرَب

(۲۳/مارچ ۱۹۹۵ء)

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل (MTA) کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید ، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے ۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا **خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کرنے** کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو ، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو / ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔(ادارہ)

نعمائے جنت کی حقیقت سے متعلق مزید تذکرہ

محترم حلمی صاحب نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ مجلس میں حضور انورنے جنت میں پیش کی جانے والی نعماء، دودھ، شہد اور شراب وغیرہ کی حقیقت و حکمت بیان فرمائی تھی ۔ ان کے علاوہ بھی اور بہت سی نعماء کا ذکر ملتا ہے جو جنتیوں کو دی جائیں گی مثلاً کھجوریں، انار اور ازواج مطہرہ وغیرہ۔ حضور سے درخواست ہے کہ ان نعمتوں کی حقیقت و ماہیت پر کچھ ارشاد فرمائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا :جہاں تک پھلوں کا تعلق ہے ان کے بارہ میں تو میں نے اس آیت کی روشنی میں مختصر بیان کر دیا تھا جہاں خدا تعالیٰ فرماتاہے:

كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ۔(البقرہ:۲۶)

اس آیت کے بارہ میں دو اہم باتیں یاد رکھنے والی ہیں۔ایک یہ کہ باوجودیکہ یہ تمام لذتیں روحانی ہونگی پھر بھی ان کی شکل کسی قدر ان چیزوں سے ملتی ہوگی جو ہم یہاں دیکھتے ہیں۔اس بات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے ورنہ یہ کبھی نہ کہا جاتا کہ یہ چیزیں ہمیں پہلے بھی دی گئی تھیں۔صرف یہ کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی صفات سے محبت رکھتے ہیں ان کے لئے سب سے زیادہ خوشی اور فرحت کا باعث یہ امر ہوگا کہ جب یہ صفات جنت میں ان لوگوں کے سامنے حاضر کی جائیں گی تو وہ کہیں گے کہ ہاں یقیناً ہم توان کے پہلے سے عادی اور مانوس ہیں اور یہ ہمیں بہت پسند ہیں۔ان سے کہا جائے گا کہ بے شک یہ تمہیں ویسی ہی نظر آتی ہیں لیکن جیسا کہ قرآن کریم فرماتاہے "فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ"۔انسانی قویٰ اور استعدادیں اس دن ایسی تیز ہو جائیں گی کہ وہ لذتیں جنہیں وہ صرف خواب وخیال میں ہی دیکھا کرتے تھے وہ اب تصوراتی دنیا سے نکل کر ان نعمتوں کی پہلے سے بہت زیادہ لذت محسوس کریں گے۔اگرچہ قرآن کریم میں ان الفاظ کا استعمال دوزخیوں کے تعلق میں ہوا ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک عمومی بیان ہے جو صرف دوزخیوں پر اطلاق نہیں پائے گا بلکہ جنتیوں کے لئے اس کا اثر اور بھی زیادہ ہوگا۔ دونوں صورتوں میں ان کی بینائی بہت تیز ہو جائے گی اور بلاشک اہل جنت کی نظر تو نسبتاً بہت زیادہ تیز ہوگی۔

دوسرے یہ کہ ممکن ہے کہ وہ روحانی تحفے جو کسی روح کو دئے جائیں گے ان کو ایسی شکل دی جائے جیسی کہ ہم یہاں دیکھتے ہیں اور باوجود روحانی زندگی ہونے کے ان تجربات کو دہرایا جائے گا۔ان جیسی مادی چیزیں نہیں ہونگی کہ پرندوں کو پکڑا جائے گا اور پھر ذبح کیا جائے گا بلکہ کھانے کا ایک نیا اور مختلف عمل ہوگا۔اور یہ چیزیں جو یہاں مختلف شکلوں میں دکھائی دیتی ہیں وہ ایک دوسری قسم کی حالت اختیار کریں گی اور روحیں ،روحانی قسم کی چیزیں کھائیں گی اور اس بات میں کچھ بھی اختلاف نہیں۔مادی جسم تو روحانی چیزیں نہیں کھا سکتے لیکن ارواح روحانی چیزیں کھا سکتی ہیں ۔لیکن ان کی صورت کیا ہوگی اس کا ہمیں ابھی علم نہیں ہے کیونکہ یہاں اس آیت میں قرآن کریم فرماتاہے "وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا" ان کو متشابہ چیزیں دی جائیں گی۔ لیکن وہ کس قسم کی متشابہ ہونگی یہ ہم نہیں جانتے ۔ ممکن ہے شکل وشباہت کے لحاظ سے متشابہ ہوں۔

آیت کا اگلا حصہ ازواج سے متعلق ہے۔ فرماتاہے:"وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ"۔ یہاں بظاہر مردوں کے حوالہ سے بات ہو رہی ہے لیکن اَزْوَاج، مرد بھی ہو سکتے ہیں اور عورتیں بھی کیونکہ زَوج کا لفظ مرد اور عورت دونوں کے لئے استعمال ہوتاہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر اَزْوَاج کا لفظ صرف مردوں کے لئے استعمال کریں تو پھر صالحات ، مومنات کہاں جائیں گی۔ کیا وہ ایک طرف کھڑی ہو کر بس نظارے ہی کرتی رہیں گی کہ ان کے مردوں کو کیا کچھ دیا جا رہا ہے اور مردوں کے اس Zone سے باہر رہیں گی؟ یہ تو ناممکن ہے اور قرآن کریم تو بڑی صراحت کے ساتھ یہ وعدہ فرماتاہے کہ مرد اور عورت دونوں کے ساتھ یکساں اور مساوی سلوک کیا جائے گا۔ جو کچھ مردوں کے لئے ہوگا وہی کچھ عورتوں کے لئے بھی ہوگا۔ یہ مسئلہ اسی صورت میں حل ہو سکتاہے کہ جب آپ ایک غیر جنسی معاشرہ کو ذہن میں رکھ کر تصویر مرتب کریں کہ جہاں مذکر و مؤنث کی کوئی تفریق و تمیز نہیں ہوگی اور ان دو جنسوں کا الگ الگ کوئی وجود ہی نہیں ہوگا۔روح میں تو کوئی بھی مذکر و مؤنث نہیں ۔ روحانی لحاظ سے مرد اور عورت کی روح بالکل ایک جیسی ہے۔ فرق صرف جسمانی شکل میں اس وقت ظاہر ہوتاہے جب کوئی بچہ پیدا ہوتاہے۔روح تو ایک جیسی ہی ہوتی ہے۔اس مسئلہ کا بس یہی ایک حل ہے۔ ورنہ تو اگر یہی مرد اور عورتیں وہاں ہونگی تو کیا یہی میاں بیوی وہاں بھی اکٹھے رہیں گے؟ اس صورت میں تو پھر بعض کے لئے وہ جنت بڑی اذیت ناک ہوگی۔

عام مسلمانوں میں جنت ودوزخ کے بارہ میں مختلف خیالات پائے جاتے ہیں اس لئے کہ ان کے علماء کو خود بھی حقیقت کا علم نہیں ہے کہ وہ چیزیں کیسی ہونگی۔ وہ خود قرآن کریم کے گہرے حکمت پر مبنی معانی پر توجہ ہی نہیں کرتے جو ہر مومن کا فرض ہے۔ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو جنت کے بیان میں بالکل مفقود ہیں۔ مثلاً یہ کہ جنت کی تفاصیل میں بچوں کا کہیں بھی کوئی ذکر نہیں۔اگر بچے نہیں اور جنسی تعلقات بھی نہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ وہ کیسی جسمانی زندگی ہوگی کہ جس میں یہ دونوں بنیادی چیزیں سرے سے ناپید ہیں؟ اس کا جواب میں اب آپ کو دیتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ سوائے اس کے کہ ہم اس دنیا میں پائی جانے والی لذات کی حقیقت کو اچھی طرح سے سمجھ لیں ہم اخروی زندگی کی لذات کو سمجھنے کے لائق کبھی نہیں ہو سکتے۔ کسی بھی لذت یا مزے کی بنا مادی چیز پر نہیں ہے۔ان کا دارومدار ان الیکٹرونک لہروں پر ہے جو Pulses کے ذریعہ عقل اور دماغ تک پہنچتی ہیں۔ جب آپ کوئی چیز کھاتے ہیں تو کھانا تو زبان سے باہر لگتاہے۔اس میں سے کوئی بھی چیز دماغ تک نہیں پہنچتی جو کہ لذت محسوس کر رہا ہوتاہے ۔ دماغ تک تو صرف ایک پیغام پہنچتاہے اور اس پیغام کا تعلق اتنا اس کھانے کے ساتھ نہیں ہوتا جتنا کہ اس کھانے کی خواہش کے ساتھ۔ مثلاً بعض لوگوں کو جھینگا مچھلی پسند نہیں ہوتی۔انہیں جھینگوں کی بو سے بھی نفرت ہوتی ہے حالانکہ Prawns کے اندر تو کوئی ایسی بات نہیں ہوتی۔ پھر ایک دوسرا شخص ہے جسے وہی Prawn بہت پسند ہوتے ہیں ۔ اس کے دماغ کو یہ پیغام پہنچتاہے کہ اس قسم کی چیز تمہیں پسند ہے اور درحقیقت وہ پیغام اسے لذت دے رہا ہوتاہے نہ کہ Prawn۔

اسی طرح محبت بھی ویسا ہی ایک پیغام ہے اور نفرت بھی ایک قسم کا پیغام ہے۔ اگر آپ کسی ایسے وجود کی صحبت میں بیٹھے ہوں جسے آپ بہت چاہتے ہیں تو آپ کیسا محسوس کریں گے۔ جسمانی لحاظ سے تو اس وجود سے آپ کو کچھ بھی نہیں مل رہا ہوتا لیکن اس کے قریب ہونے کی خوشی اور مسرت آپ کو اس چاہت کی بنا پر مل رہی ہوتی ہے جس کے پانے کی ذہن خواہش کرتاہے۔ اس لئے جب بھی کوئی خواہش پوری ہوگی اس کے پورا ہونے کی صورت ہمیشہ غیر مادی ہوگی۔ خواہ وہ کیسی ہی خواہش ہو۔اسی لئے قرآن کریم جنت کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے فرماتاہے:

"وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ"۔ (فصلت:۳۲)

جو کچھ تم خواہش کرو گے وہ تمہیں ملے گا۔ یہی تو اصل لذت و سرور ہے۔

ان مغربی ممالک میں تو ذہن ایسے آزاد ہیں کہ مشرقی طبقہ کے برعکس خواہ کیسی ہی بات ہو یہ لوگ بات کرتے وقت ذرا بھی جھجک اور شرم محسوس نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ اس معاشرے کی کوئی بھی جواں سال لڑکی کھڑی ہو کر یہ سوال کر لیتی ہے کہ کیا جنت میں بھی Sex ہوگی ؟۔ ان کو میرا جواب یہ ہے کہ تمہارے نزدیک Sex کیا چیز ہے؟۔ Sex تو کسی شخص کی ہمیشہ زندہ رہنے کی خواہش کا نام ہے اور یہ تو ایک آہستہ آہستہ نشوونما پانے والا ارتقائی عمل ہے اور اس کی یہ خواہش اولاد پیدا کرنے کی صورت میں پوری ہوتی ہے۔ کوئی بھی حیوان ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا لیکن اولاد پیدا کرنے کے ذریعہ سے وہ مستقبل میں اپنے آپ کو زندہ دیکھتا ہے۔ یہ لذت ہی اصل چیز ہے۔ تمام حواس کے Buds اسی لذت کی بنا پر ہی تخلیق پاتے ہیں ۔ انہوں نے مادی Buds کی شکل اختیار کر لی جو دماغ کو یہ احساس بھیجتے ہیں کہ دیکھو یہ تمہاری خواہش ہے جو اب پوری ہو گئی ہے۔ لیکن یہ خواہش ہر دفعہ پوری نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ذریعہ اس Buds کے نظام کو تخلیق کیا ہے ۔ غدودیں اور Buds وغیرہ یہ دماغ کو پیغام بھجواتے ہیں کہ تمہاری ہمیشہ رہنے کی خواہش کی اس مشینری کے ذریعہ مدد کی گئی ہے۔ دماغ تک کونسی چیز پہنچتی ہے ؟صرف نبضوں کے ذریعہ ایک پیغام پہنچتاہے اور کچھ بھی نہیں۔ اور آخری نتیجہ کے طور پر لذت صرف Pulse ہی ہے ،دھڑکنیں ہیں جو لہروں کی صورت میں دماغ کو پیغام رسانی کرتی ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اطمینان و سکون اور خدا سے محبت یہ کیا چیزیں ہیں؟ کیا ایسی محبت کرنے والے بور نہیں ہوتے ؟ یقیناً نہیں۔ اگر ان کا یہ دعویٰ سچا ہے کہ وہ خدا سے محبت کرتے ہیں اور انہوں نے اس محبت کا مزا چکھا ہے تو پھر جب اس کا قرب نصیب ہوگا تو جو احساس اس وقت پیدا ہوگا وہ اس احساس اور لذت سے کہیں بڑھ کر ہوگا جو کسی محبوب کی لمبی جدائی کے بعد اس کا قرب نصیب ہونے پر ملتاہے۔ لذت کا یہ احساس اس احساس سے

کہیں زیادہ شدید اور قوت والا ہوتا ہے جو کھانے پینے یا سونے یا دوسری من پسند چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔ تم خواہ کچھ بھی کر رہے ہو اگر کوئی ایسا وجود جس سے تم بے انتہا محبت کرتے ہو لمبی جدائی کے بعد اچانک تمہارے سامنے آجائے تو تم ہر ایک چیز کو چھوڑ چھاڑ کر اس سے ملنے کے لئے دیوانہ وار اس کی طرف بھاگ کھڑے ہو گے۔ محبت کے احساسات میں سے اس قسم کی محبت کا احساس سب سے زیادہ شدید اور قوی ہوتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ دعا سکھلائی ہے کہ جنت کے لئے تیاری کرو:

”اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِی یُبَلِّغُنِی حُبَّكَ ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِی وَاَھْلِی وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ“۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

یعنی اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت طلب کرتا ہوں اور اس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس عمل کی محبت بھی جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! تو اپنی محبت مجھے میرے وجود اور میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔

یہی تو نعماء جنت کو حاصل کرنے کی تیاری ہے۔ سب سے عظیم روحانی خوشی اور سرور خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کے دیدار سے نصیب ہوگا۔ اور خدا کی ذات تو وہ ہے کہ جس نے عام معمولی چیزوں میں بھی انسان کے لئے خوشی کے حصول کا انتظام کر رکھا ہے۔ پھر انسان اس بات پر ایمان کیوں نہیں لاتا کہ خدا کے پاس اس سے بہت بڑھ کر بے انتہاء، لا متناہی لذات کے خزانے ہیں اور ایسی نعمتیں ہیں جو واقعۃً لازوال روحانی لذت و سرور کے سرچشمے ہیں۔ اس کے بعد مادی عناصر کی تو کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔

سب سے اہم امر یہ ہے کہ یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں اس میں ہر لذت ہمیں مادی چیزوں کے ذریعہ ملتی ہے۔ جب ہم اپنے بچوں سے بات کرتے ہیں تو لذت کی خاطر اور ان تمام چیزوں کے ملنے سے جو آخری نتیجہ نکلتا ہے وہ ایک ہی لفظ لذت پر جاکر منتج ہوتا ہے۔ یہ تو سب اس خوشی اور لذت کو حاصل کرنے کے مختلف بہانے اور اسباب ہیں لیکن اخروی زندگی میں یہ بالکل بھی ضروری نہیں کہ روحانی خوشی کی خاطر اس قسم کی مادی چیزیں سبب بنیں۔ یہ سب پیچھے رہ جائیں گی۔ اس روحانی خوشی کے لئے ان مادی چیزوں میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ صرف اعلیٰ مرتبہ کی مصاحبت ہوگی جو تمہارے اندر ایسی زبردست Pulses پیدا کرے گی کہ وہ زندگی ایک لازوال فرحت کی صورت میں مجسم ہو جائے گی۔

لذت کے اس اصول کے تعلق میں میں اور بھی مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں جن سے ظاہر ہوگا کہ اس دنیا میں جو بھی چیزیں ہمیں لذت فراہم کرتی ہیں ان چیزوں کا اُخروی زندگی میں مفقود ہونا کچھ بھی اہمیت نہیں رکھتا۔ وہ روحانی حالت لذت یا تکلیف محسوس کرنے کے لحاظ سے یہاں کی نسبت ہمارے تصور سے کہیں زیادہ حساس ہوگی۔ لذت محسوس کرنے کی حالت بالکل مختلف ہو جائے گی۔ مثلاً کوئی بھی کھانا جو آپ کو بہت پسند ہے اور سمجھتے ہیں کہ سب سے عمدہ کھانا ہے وہ کھانا اگر آپ کسی کتے کو یا کسی اور جانور کو دیں تو آپ دیکھیں گے کہ ان جانوروں کو اس کھانے میں کچھ بھی لذت یا دلچسپی نہیں ہوگی۔ اور اگر آپ انہیں وہ کھانا کھانے پر مجبور کریں تو وہ اسے قے کر دیں گے۔ پس اس کھانے میں تو کچھ بھی نہیں۔ یہ تو دراصل اس کھانے کے ساتھ آپ کی خواہش کی ہم آہنگی ہے جو اس میں مزا اور لذت کا احساس پیدا کرنے کا موجب بنتی ہے۔

مجھے یاد ہے، ایک مرتبہ کار میں میں کہیں جا رہا تھا کہ ایک بوچڑ خانے کے پاس سے گزر ہوا جہاں جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے اور ان کے جسموں سے نکلنے والا گند، فضلہ، ہڈیاں وغیرہ وہاں پھینک دی جاتی ہیں اور اس کا ماحول انتہائی بدبودار ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہاں بہت سے ہٹے کٹے صحتمند کتے جو دن رات وہاں اس گند کو کھاتے ہیں بڑے فخر سے اس گند پر بیٹھے مزے لے لے کر اسے کھا رہے تھے گویا کہ وہ اس دنیا کے بادشاہ ہیں۔ لیکن ہمارے لئے گائیوں اور بھیڑ بکریوں کے وہ چھیچھڑے اور بوسیدہ ہڈیاں بالکل بے حقیقت اور بے فائدہ سی چیز ہیں۔ جب میں نے یہ نظارہ دیکھا تب مجھ پر یہ حقیقت کھلی کہ کس طرح انسان خدا تعالیٰ کے معاملہ میں بے توجہی کرتا ہے جو ہمیں سمجھاتا ہے کہ ان دنیاوی لذات کی طرف جھک کر کتوں کی طرح مت بنو۔ اور ہم اس پر یقین ہی نہیں کرتے اور ہماری حالت یہ ہے کہ دنیاوی لذات کی طرف جھکتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن جب مر کر فنا ہو جائیں گے اور دوسری دنیا میں زندہ کئے جائیں گے تب یہ چیزیں ہمارے لئے انتہائی تکلیف دہ اور کراہت کا موجب ہونگی کہ جن کا تصور بھی شدید اذیت کا باعث ہوگا۔ کیونکہ ذائقہ حاصل کرنے والے Buds تبدیل ہو جائیں گے۔ اگر آپ ایک جانور کے Buds دوسرے جانور میں ڈال دیں تو اس کا Taste تبدیل ہو جائے گا۔ روحانی Buds تو کلیۃً مختلف Buds ہونگے۔ اس لئے اخروی دنیا کے ساتھ ان مادی چیزوں کا دُور کا بھی علاقہ نہیں۔ اور وہ لذات جو روحانی Buds کے ذریعہ حاصل ہونگی ان روحانی لذات کے ساتھ ہماری تصوراتی لذات کو کچھ بھی نسبت نہیں ہوگی۔

مثلاً جب ہم گِدھوں (Vultures) کو دیکھتے ہیں جو مردار کھاتے ہیں اور ان مردہ جانوروں کو کھاتے ہیں کہ جن کی بدبو کے بھبوکوں سے ہمیں الٹی آجائے اور دیکھتے ہی ان سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ لیکن کبھی آپ نے ان گدھوں کو مردار کھاتے دیکھا ہے؟ اور صرف مرے ہوئے عام جانور ہی نہیں بلکہ مرا ہوا ایک ایسا کتا کہ جس کا لاشہ گندی اور بدبودار ہوا سے پھول چکا ہوتا ہے اور اس کی سڑاند نے سارے ماحول کو متعفن کیا ہوتا ہے یہاں تک کہ صفائی کرنے والے اور گند اٹھانے والے بھی جب اسے دیکھتے ہیں تو کراہت سے پرے ہٹ جاتے ہیں لیکن ان گِدھوں کو دیکھیں جو اس پر بیٹھے ہوتے ہیں کیسے مزے لے لے کر اسے نوچ رہے ہوتے ہیں گویا اس سے بڑھ کر لذیذ چیز اس دنیا میں اور کوئی ہے ہی نہیں۔ اس لئے کہ ان کے Taste Buds مختلف ہیں۔ اگر گِدھوں کو انسانی Buds دے دئے جائیں تو وہ ان کی ایک نئی پیدائش ہوگی اور اس نئی پیدائش کے بعد جب وہ اس مردار کتے کے متعلق سوچیں گے تو آپ تصور کریں کہ ان کی کیا حالت ہوگی اور وہ کیا محسوس کریں گے کہ یہ غلاظت ہے جو ہم کھایا کرتے تھے۔ پس روحانی زندگی میں وہی Buds ان کے لئے جہنم بن جائیں گے جن کے ذریعہ وہ پہلے لذت اور مزے اٹھاتے تھے اور خدا ان سے کہے گا کہ تمہیں اس مزے کی عادت تھی اب یہاں بھی اس مزے کو چکھتے رہو۔ یہ اور قسم کی جہنم ہے جس کا قرآن کریم سے ثبوت ملتا ہے۔

دوزخ کی سزاؤں کی حقیت

مکرم حلمی صاحب نے سوال کیا کہ حضور یہ تو جنت میں دی جانے والی نعمتوں سے متعلق آپ نے ذکرفرمایا لیکن دوزخ کے بارہ میں جو کہا گیاہے کہ ”لَھَا سَبْعَةُ اَبْوَاب“ اور ”وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَة“ اور ”وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُھَا“۔ اور پھرجہنم کے لئے جو مختلف نام ” اَلْحُطَمَة ، اَلْھَاوِیَة اور سَقَر وغیرہ استعمال ہوئے ہیں ان کی کیا حقیقت و حکمت ہے؟

حضور انور نے فرمایا: دوزخ کے متعلق بھی میں اس کا نام لئے بغیر، قدرے تفصیل بیان کر چکا ہوں۔ بنیادی اصول جو لذت و خوشی یا تکلیف کے احساس کا بیان کیا ہے کہ جسم سے اٹھنے والی لہریں اور موجیں جو دماغ کی طرف لذت و سرور یا پھر کرب اور اذیت کے احساس کو منتقل کرتی ہیں۔ بعض اوقات ایک ہی چیز کسی کے لئے تو لذت اور سرور کا باعث ہوتی ہے جبکہ دوسرے کو وہی چیز انتہائی تکلیف اور اذیت دیتی ہے۔ جیسے بعض چیزیں ہم کھانے لگتے ہیں تو بہت بدمزہ لگتی ہیں۔ ان کے اس بدذائقے کی بنا پر ہم انہیں پھینک دیتے ہیں لیکن جانور آتے ہیں اور انہیں چیزوں کو اٹھا کر بڑے مزے سے کھاتے ہیں۔

ایک اور بات یاد رکھیں کہ وہ لوگ جنہوں نے اخروی زندگی کی نعمتوں کے لئے اپنے ذوق کی نشوونما نہیں کی انہیں وہ چیزیں نہیں دی جائیں گی۔ یہی لوگ دوزخی ہیں جو اس دنیا کی ناپائیدار چیزوں سے جڑے رہے۔ یہ چیزیں بھی ان سے چھین لی جائیں گی۔ ایک تو یہ صورت ہے دوزخ کی۔

دوزخ کی ایک اور صورت ہے جو اس دنیا کی نہ ختم ہونے والی خواہشات اور تمناؤں کے پورا نہ ہونے پر ظاہر ہوتی ہے۔ دنیاوی چیزوں کے لالچ اور خواہشات کی آگ۔ حقیقت میں انسان کی اسی حالت کو آگ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

میں ایک شخص کی مثال پیش کرتا ہوں۔ یہ پاکستان کی بات ہے۔ اس شخص کا وہاں کے دولتمند ترین لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔ ایک احمدی کی اس شخص کے ساتھ ایک دعوت میں ملاقات ہوئی۔ بہت بڑی دعوت تھی جس میں ایک ہزار سے بھی زائد افراد مدعو تھے۔ بڑے بڑے وزراء، وکلاء اور حکومت کے سرکردہ لیڈر اس دعوت میں موجود تھے۔ وہ احمدی اس امیر ترین شخص سے ملا اور کہا کہ آپ نے فلاں فلاں کام کئے ہیں بڑی خدمات کی ہیں۔ آپ تو بڑے خوش قسمت انسان ہے اور یقیناً بہت پرسکون اور خوش بھی ہونگے۔ اس شخص نے جواب دیا خوش؟ کیسی خوشی؟ اور اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ آگ کا ایک طوفان ہے جو یہاں بھڑک رہا ہے، جو سرد ہونے کو ہی نہیں آتا۔ میں تو اس دنیا کا بدقسمت ترین انسان ہوں۔ حالانکہ وہ شخص پاکستان کا دولت مند ترین انسان تھا۔

ایسی تکلیف کا احساس جو انسان کو بعض اوقات اس دنیا میں ملتا ہے اسے آگ سے موسوم کیا گیا ہے۔ بعض اوقات جب کوئی شخص قریب المرگ ہوتا ہے تو وہ اپنی اس اذیت کا اظہار اس طرح کرتا ہے کہ ایک آگ ہے جو سینے میں بھڑک رہی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ اس قسم کے احساسات تیزی اور شدت اختیار کر جائیں تو اس سے بڑھ کر جہنم اور کوئی نہیں ہوتی۔ درد، تکلیف اور اذیت کے یہی احساسات ہیں جو دوسری زندگی میں بھڑکتی آگ کی شکل اختیار کریں گے۔ ایسی تیزی اور شدت کے ساتھ کہ ویسی شدت انسان نے پہلے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ لیکن چونکہ یہ روحانی آگ ہوگی اس لئے بظاہر کوئی چیز جلتی نظر نہیں آئے گی اور روحانی آگ ایسی ہے کہ جو ایک دفعہ جل اٹھے تو پھر اس سے چھٹکارے کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔

آپ اپنی زندگی کا کوئی ایسا لمحہ یاد کریں کہ جہاں آپ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو اور اس سے آپ کی روح کو تکلیف پہنچی ہو۔ سوائے اس کے کہ خدا آپ کو وہ غم بھلانے کی توفیق دے دے یا پھر وقت اس پر مرہم لگادے اس کی یاد تادمِ آخر آپ کے سینے میں آگ جلائے رکھتی ہے۔ یا آپ کا کوئی بڑا نقصان ہوا ہو۔ بعض اوقات آپ دیکھتے ہیں کہ وہ عورتیں جنہوں نے اپنے جگر گوشوں کو کھو دیا ہو اپنے بچوں کی یاد کا غم ان عورتوں کے سینے میں مسلسل ایک آگ لگائے رکھتا ہے جسے وہ کبھی بھی بھلا نہیں پاتیں۔ روحانی اذیت کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا۔ اس تعلق میں میں انگلستان کی تاریخ کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب سکاٹ لینڈ کے لوگ برٹش راج کے چنگل سے آزاد ہونے کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ کئی مرتبہ احتجاجی مظاہرے کئے، سڑکوں پر نکلے، ماریں کھائیں اور سلاخوں کے پیچھے بھیانک سزائیں کاٹیں۔ بعض

اوقات انہیں سزا کے طور پر ملک بدر کر دیا جاتا تھا۔ بحری جہازوں میں بند کر کے آسٹریلیا بھجوا دیا جاتا تھا۔

آسٹریلیا جسے ہم آج اُس براعظم کا بہت بڑا ملک جانتے ہیں یہ زیادہ تر انہیں مجرموں کے ذریعہ بڑھا ہے اور تیار ہوا ہے جو کہ انگلستان اور آئرلینڈ وغیرہ سے بھجوائے گئے تھے اور پھر کبھی بھی واپس لوٹ کر اپنے گھر نہیں آئے۔ آج اگر کسی کو وہاں بھجوا دیا جائے تو خوشی اور فخر سے اس کا سر اونچا ہو جاتا ہے کہ اسے بہت بڑے ملک میں بھجوائے جانے کی آفر (Offer) دی جارہی ہے لیکن اس زمانے میں یہ بہت بڑی سزا تھی۔ تاریخ میں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عورت جس کا ایک ہی جوان بیٹا تھا وہ بھی کسی ہنگامے میں گرفتار ہو گیا اور اسے بھی آسٹریلیا بھجوا دیا گیا۔ وہ عورت اس غم میں پاگل ہو گئی۔ دن رات اس کا کام یہ تھا کہ وہ کھانا تیار کر کے رکھتی کہ آج میرا بیٹا واپس گھر لوٹنے والا ہے۔ روزانہ اس کا یہی دستور رہا یہاں تک کہ اسی غم میں اس نے جان دے دی۔

اس لئے روحانی تکلیف کوئی معمولی چیز نہیں ہے اور اگر یہ تکلیف شدت اختیار کر جائے تو پھر تو یہ جہنم ہے۔ یہی تو آگ کا بھڑکنا ہے۔ اور روح کے لئے آگ کا بھڑکنا بھی روحانی ہوگا۔

قرآن کریم نے ہمارے لئے بعض اشارے رکھے ہیں جو ایسی کنجیاں ہیں کہ جن کے ساتھ گہری حکمت کے تالے کھولے جاسکتے ہیں۔ قرآن کریم کے آخر میں ایک چھوٹی سی سورۃ ہے جو دلوں کی جلن اور ان کی آگ سے متعلق Phenomenon پیش کرتی ہے۔ جس سے دو مختلف رنگ میں استدلال کئے جاسکتے ہیں۔ اگر آپ اس سے ظاہری معنی لیں تو اس میں ایٹم بم کی تخلیق کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی مضمر ہے اور اگر روحانی معنی لیں تو پھر یہ روحانی جہنم کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ وہ سورۃ یہ ہے:

بسم اللہِ الرحمن الرحیم

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ. الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ. يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ. كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ. وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ. نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ. الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ. اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ. فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ.

(سورۃ الھمزۃ)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا۔ بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کے لئے۔ جس نے مال جمع کیا اور اس کا شمار کرتا رہا۔ وہ گمان کیا کرتا تھا کہ اُس کا مال اُسے دوام بخش دے گا۔ خبردار! وہ ضرور حُطَمَہ میں گرایا جائے گا۔ اور تجھے کیا بتائے کہ حُطَمَہ کیا ہے۔ وہ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی۔ جو دلوں پر لپکے گی۔ یقیناً وہ اُن کے خلاف بند رکھی گئی ہے۔ ایسے ستونوں میں جو کھینچ کر لمبے کئے گئے ہیں۔

حیرت انگیز بیان ہے۔ آگ تو پہلے جسم کو جھلساتی اور جلاتی ہے۔ کپڑوں اور جلد کو جلاتی ہے۔ یہ کیسی آگ ہے کہ جو جسم کو جلائے بغیر دلوں تک جا پہنچے گی۔ "تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ" یہاں جس آگ کا ذکر ہو رہا ہے بالکل مختلف آگ ہے۔ یہ وہ آگ نہیں جو ہم روز مرہ استعمال کرتے ہیں بلکہ یہ تو سیدھی دلوں تک پہنچ کر انہیں چشم زدن میں مردہ کر دینے والی آگ ہے۔

قرآن کریم میں اور بھی کئی اشارے پائے جاتے ہیں۔ جس طرح جنت کے متعلق اشارے ہیں کہ وہ روحانی ہوگی نہ کہ مادی۔ اسی طرح جس دوزخ کا ان آیات میں ذکر ہے وہ بھی روحانی ہوگی نہ کہ مادی۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ اگر اس سورۃ کو ظاہری معنی پہنا کر اس دنیا پر چسپاں کریں تو اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی مضمر ہے جو ہمارے اس زمانہ میں پوری ہوئی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ. الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ.

اس جگہ اس دنیا کی ان عظیم الشان طاقتوں کا بیان ہو رہا ہے جن میں ھُمَزَہ اور لُمَزَہ کی صفات پائی جاتی ہیں۔ جو تیسری دنیا کی قوموں کو آپس میں لڑاتی ہیں۔ ایک کو کچھ اور بتاتی ہیں اور دوسری کو اس کے بالکل مخالف بیان دیتی ہیں۔ دونوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتی ہیں اور پھر خود ایک طرف ہو کر ان کی لڑائی کا تماشا دیکھتی ہیں۔ پہلے خود مسائل پیدا کرتی ہیں اور بعد میں دنیا کو دکھانے کی خاطر ان میں صلح و صفائی کی کوششیں کرتی ہیں۔ ان تیسری دنیا کی اقوام کی وجہ سے ہی تو یہ سپر طاقتیں دن بدن قوی سے قوی تر ہوتی چلی جارہی ہیں۔ یہ سپر پاورز دنیا کے دو ملکوں کو امداد میں اسلحہ و بارود اور فوجی ساز و سامان دیتی ہیں اور پھر ان دونوں کو آپس میں لڑاتی ہیں۔ یہ دنیا میں فساد پیدا کرنے کا ایک نیا طریقہ ہے۔ آپ ایسے واقعات بارہا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ ایران اور عراق کی جنگ۔ اس کا فائدہ کس کو ہوا؟ کس ملک کو ہوا؟ خدا تعالیٰ نے ان ملکوں کو تیل کی دولت سے مالا مال کیا تھا تاکہ وہ اس دولت کے ذریعہ اپنے قومی و ملکی ذرائع حیات کو بہتر کرتے، اپنی اقتصادیات کو مضبوط کرتے لیکن انہوں نے تیل کی اس دولت کو اپنے قومی مفادات کو جلانے کے لئے استعمال کیا۔ اس تیل کو انہوں نے ترقی یافتہ امیر ملکوں کے ہاتھوں فروخت کیا۔ جنہوں نے اس تیل کو آتشیں اسلحہ میں تبدیل کر دیا اور پھر ان دونوں ملکوں نے اس بارودی اسلحہ کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کیا۔ دوسرے لفظوں میں اس تیل نے بجائے انہیں زندگی کی آسائشیں اور فوائد پہنچانے کے انہیں جلا کر رکھ دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا اس سورۃ میں بیان ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ. الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ. يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ. كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ.

ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں کہ یاد رکھو کہ تم حُطَمَہ میں ڈالے جاؤ گے۔ "حطم" کا کیا مطلب ہے؟ اس کے لفظی معنی ہیں سب سے زیادہ چھوٹا ذرّہ۔ بعض اوقات سورج کی شعاعوں میں آپ کو نہایت باریک ذرات ہوا میں معلّق نظر آتے ہیں۔ اتنے باریک کہ انہیں ظاہری آنکھ سے دیکھنا مشکل ہوتا ہے۔ اگر آپ عربی لغت میں اس لفظ کے معنی دیکھیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہونگے کہ اس کے معنی ہیں سب سے چھوٹا ذرّہ۔ اور یہ ایٹم ہے۔ اور بولنے کے لحاظ سے وزن اور آواز بھی ان دونوں لفظوں "ایٹم اور "حَطَم" کی بہت ملتی جلتی ہے۔ فرنچ لوگ H کی آواز نہیں نکال سکتے۔ وہ "حَطَم" کی بجائے ایٹم بولیں گے اور عرب اسے حطم کہتے ہیں۔ نہ صرف آواز یکساں ہے بلکہ معنی بھی ایک ہی ہیں۔ سب سے چھوٹا ذرّہ۔ لیکن یہ چھوٹا سا ذرّہ تو ایک شخص کو بھی تباہ نہیں کر سکتا چہ جائیکہ پوری قوم کو ملیامیٹ کر دے۔ یہ تو ناممکن ہے۔ اس کا مطلب کچھ اور ہے۔ جب اس سورۃ کو مزید پڑھتے ہیں تب اس کے معنی روشن ہو جاتے ہیں۔ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ. ہماری مدد کے بغیر تم حُطَمَہ کی حقیقت معلوم کر ہی نہیں سکتے کہ حُطَمَہ کیا ہے۔ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ. اس ایٹم میں ایک آگ بھڑکائی گئی ہے۔ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ. اس پر میں بعد میں بات کروں گا۔

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ. فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ. آگ کو عَمَدٍ مُّمَدَّدَة میں کیسے بند کیا جا سکتا ہے۔ کیا آپ اس کا تصور کر سکتے ہیں؟ اب آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ اگر آپ ایٹم بم کی تصاویر اور ڈرائینگز ملاحظہ کریں کہ پھٹنے سے قبل اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے اس کا تمام Radiative Mass عَمَد میں تبدیل ہوتا اور پھیلتا ہے اور بڑے بڑے ستونوں کی مانند نظر آتا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ سانس لے رہا ہے۔ اس کے بعد ایک ہولناک دھماکے کی صورت پھٹتا ہے۔ لیکن یہ آگ کی حرارت نہیں ہے جو لوگوں کو ختم کرتی ہے بلکہ اس ہولناک دھماکے کی وجہ سے جو دھمک اور فضا میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے وہ آگ کے پہنچنے سے پہلے ہی دلوں کو فیل اور بے جان کر دیتا ہے۔ آگ کی حرارت کم رفتار سے حرکت کرتی ہوئی بعد میں ان تک پہنچتی ہے لیکن Shock Waves آگ کے آگے آگے چلتی ہیں اور لوگ آگ کی حرارت کے پہنچنے سے قبل ہی ہلاک ہو چکے ہوتے ہیں۔ میں نے ناگاساکی پر گرنے والے ایٹم بم کے متعلق بھی مشاہدہ کیا ہے کہ لوگ بیٹھے اپنے اپنے مشاغل میں مصروف ہیں۔ انہوں نے آگ کی حرارت کو محسوس نہیں کیا۔ بس شدید دھماکے کی ایک لہر آئی ہے اور اچانک ہارٹ فیل ہو گئے اور آگ بعد میں ان کو جلانے کے لئے آئی ہے۔ یوں وہ آگ جسموں کو جھلسانے سے پہلے ہی دلوں تک پہنچ جاتی ہے۔

یہ ہے قرآن کریم کا حسن اور اس کی خوبی۔ اس پر ایک زاویۂ نگاہ سے غور کریں تو یہ سورۃ کامل طور پر اخروی زندگی پر چسپاں ہوتی ہے اور اگر دوسرے زاویہ سے نظر کریں تو ۱۴۰۰ سال پہلے ایٹم بم سے متعلق عظیم الشان پیشگوئی بیان کرتی ہے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

بقیہ: خلاصہ خطبہ از صفحہ اول

حضور نے فرمایا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بسا اوقات جب اللہ چاہے تو مصیبت پڑنے کے بعد بھی اسے ٹال سکتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں بعض اور احادیث بھی پیش فرمائیں جن میں ذکر ہے کہ صدقہ بلا کو ٹال دیتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لوگ اس نعمت سے بے خبر ہیں کہ صدقات، دعا اور خیرات سے ردّ بلا ہوتا ہے۔ اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے تقدیر معلّق اور تقدیر مبرم کے موضوع پر حضور علیہ السلام کے ارشادات پڑھ کر سنائے اور بتایا کہ دعا کرنا ایک قوت مقناطیسی رکھتا ہے اور فضل اور رحمت کو کھینچتا ہے۔ دعا اور اس کی قبولیت کے زمانہ کے دوران بسا اوقات ابتلا پر ابتلا آتے ہیں مگر مستقل مزاج ان ابتلاؤں اور مشکلات میں بھی اپنے رب کی عنایات کی خوشبو سونگھتا ہے۔

فرانکفورٹ میں خواتین اور بچیوں کے سِلے اور اَن سِلے ملبوسات کی ورائیٹی کا مرکز

بیلہ بوتیک

ہر موسم کی مناسبت سے ہر موقع کے لئے۔ جلسہ، اجتماع، عید، سالگرہ، شادی بیاہ

شادی بیاہ کی خریداری پر خصوصی رعایت

Tel: 069-24279400 & 0170-2128820

Kaiserstr.64 - Laden 29 Frankfurt

Bahnhof سے صرف تین منٹ کے فاصلہ پر

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

دو اسیرانِ راہ مولیٰ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷؍مارچ ۹۹ء میں مکرم محمد بشیر زیروی صاحب کا ایک مضمون ماہنامہ "خالد" کے "سیدنا ناصر نمبر" سے منقول ہے۔ مضمون نگار کو ۱۹۵۳ء میں اسیر راہ مولیٰ بننے کا شرف حاصل ہوا اور یہ سعادت بھی کہ تین روز تک آپ کو اُسی کوٹھڑی میں پابند سلاسل رکھا گیا جہاں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ بھی اسیر بنا کر رکھے گئے تھے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں ٹرک میں بٹھاکر جیل کی طرف لے گئے تو حضرت میاں ناصر احمد صاحبؒ نے ٹرک میں بیٹھتے ہی بلند آواز سے "لا الہ الاّ انت سبحانك انّی کنت من الظّلمین" کا ورد شروع کردیا۔ عمر کے لحاظ سے ہم سب میں بڑے اور صحت کے لحاظ سے کمزور حضرت میاں شریف احمد صاحبؓ تھے مگر حوصلہ کے اعتبار سے ازحد مضبوط تھے۔ ہماری دلی گھبراہٹ چہرہ سے بھانپ جاتے اور حضرت میاں ناصر احمد صاحبؒ سے فرماتے کہ یہ بچے تو مجھے دل چھوڑتے معلوم ہوتے ہیں، انکی حوصلہ افزائی کریں۔ تب حضرت میاں صاحبؒ ہمیں اپنے مخصوص انداز میں ہر آنے والے وقت کے لئے تیار کرتے رہتے۔

جب ایک نوجوان نے اپنے بیان میں کسی قدر جھوٹ ملایا تو حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ بہت بے تاب ہوگئے اور بار بار فرمایا کہ "اب یہ سزا سے نہیں بچ سکے گا، اس نے اپنا ثواب بھی ضائع کرلیا"۔ پھر ہم میں سے ایک ایک سے فرماتے کہ ہم خدا کی خاطر یہاں آئے ہیں۔ یہ ہمارے ایمانوں کی آزمائش ہے۔ اگر ہم آزمائش میں پورا نہ اترے تو ہمارے جیسا بدنصیب کوئی نہ ہوگا۔ اور اگر کامیاب ہوگئے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں گے، اگر جھوٹ بولا تو اُس کی نصرت سے محروم ہو جائیں گے اس لئے خواہ کتنی بڑی سزا مل جائے مگر سچ کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا...... آپؓ یہ تلقین اس تکرار سے کرتے کہ بعض دفعہ محسوس ہوتا جیسے آپؓ کو اس معاملہ میں کچھ وہم سا ہوگیا ہے۔

پہلی رات نہایت ہی کرب میں گزری۔ صبح کوٹھڑیوں سے نکالا گیا تو ہم نماز سے فارغ ہو کر باہر کمبل بچھاکر بیٹھ گئے۔ حضرت میاں ناصر احمد صاحبؒ نے میری اداسی دیکھ کر فرمایا سورۃ ملک یاد ہے؟۔ عرض کیا یاد ہے۔ فرمایا سناؤ۔ چنانچہ سنائی۔ پھر فرمایا "کوئی خواب آئی ہے؟"۔ عرض کیا جی۔ فرمایا سناؤ۔ میں نے عرض کیا کہ گویا ہمارے لئے ایک ریلوے لائن تیار ہوئی ہے جس کے بائیں پہلو سے ایک چھوٹی سی لائن تیار ہوئی ہے وہ صرف میرے لئے ہے۔ آگے جو مین لائن ہے اس کے ساتھ کچھ لوگ پگھلا ہوا لوہا چپکا رہے ہیں۔ یہ سُن کر فرمایا "آپ تو Interrogation میں ہی رہا ہو جائیں گے" پھر خاموش ہوگئے گویا تعبیر کا کچھ حصہ بتانا نہ چاہتے ہوں۔ میں نے عرض کیا حضور آپ کے لئے بھی اس میں رہائی کی خوشخبری ہے۔ فرمایا درست ہے۔ مگر پھر بھی مزید تعبیر بیان نہیں فرمائی۔

اتنے میں جیل سے ناشتہ آگیا جو سیاہ اُبلے چنوں کا تھا۔ میں نے اُن چنوں کی طرف کچھ ترچھی نگاہ سے دیکھا تو حضرت میاں صاحبؒ فوراً میرے دل کی کیفیت بھانپ گئے اور چنوں کو چادر پر ہاتھ سے بکھیرنے کے بعد مزے لے لے کر کھانا شروع کردیا۔ آپؒ کھاتے بھی جاتے اور فرماتے بھی جاتے کہ دیکھئے یہ تو بے حد لذیذ ہیں۔

اُسی دن دوپہر سے حضورؒ کے گھر سے کھانا آنا شروع ہو گیا جو اس قدر وافر ہوتا تھا کہ ہم سب سیر ہو کر کھالیتے تھے تو پھر بھی بچ جاتا۔ یہاں بھی آپؒ سارا کھانا میرے سپرد کرکے فرماتے اسے تقسیم کریں اور خود میرے گھر سے آیا ہوا کھانا لے بیٹھتے کہ مَیں تو یہ کھاؤں گا۔ میرے اصرار کے باوجود وہ سادہ سا کھانا جو بعض اوقات ڈبل روٹی کے چند ٹکڑے ہوتے تھے، حضورؒ خود تناول فرماتے۔

حضورؒ اور حضرت میاں شریف احمد صاحبؓ جب تک ہمارے پاس رہے ہمیں اداس اور غمگین نہیں ہونے دیا اور جیل میں بھی مجلس علم و عرفان جمتی رہی۔ ایک دن مجھے پریشان دیکھ کر فرمایا "بشیر! تمہیں پانچ سال قید ہوگی"۔ میں نے بھی اسی بے تکلفی سے عرض کیا کہ میاں صاحب! آپ خدا کے فضل سے خود بھی بزرگ ہیں، پھر بزرگوں کی اولاد بھی ہیں۔ میرے حق میں اس پاکیزہ منہ سے تو کلمہ خیر ارشاد فرمائیں۔ فرمانے لگے میرا مطلب ہے Think worst۔

جیل میں مَیں نے آپؒ کو ایک لمحہ کے لئے بھی پریشان نہیں پایا۔ بلکہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپکی صحت روز بروز بہتر ہو رہی ہے۔ ایک روز مَیں نے عرض کیا کہ جب مجھے گرفتار کیا گیا تو میری بھوک پیاس بالکل ختم ہوگئی اور ایک کپ چائے کے سوا کچھ ناشتہ بھی نہ کرپایا۔ یہ سُن کر آپؒ نے فرمایا کہ جب مجھے گرفتار کیا گیا تو میں نے پہلے نہایت ہی اطمینان سے غسل کیا، پھر سیر ہو کر ناشتہ کیا کیونکہ ایسے وقتوں میں مجھے خوب بھوک لگتی ہے، پھر کپڑے تبدیل کئے۔ نیز فرمایا خدا کے فضل سے میرے جوہر بحران میں کھلتے ہیں اور اندرونی طاقتیں نمایاں ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے خواب میں ظاہر فرمادیا تھا یہ عاجز تین دن بعد Interrogation میں ہی رہا ہو گیا۔ حضرت میاں صاحبان کو سزائیں سنائی گئیں اور وہ چند ماہ بعد رہا ہوئے۔ میں نے اسیری کے اُن تین دنوں میں ان پاک وجودوں سے یہ سیکھا کہ کس طرح استقلال کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کیا جاتا ہے اور یہ بھی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ حق کی حمایت کرتا ہے۔

......❀......❀......❀

بلڈ پریشر

ماہنامہ "اخبار احمدیہ" لندن مارچ ۹۹ء میں مکرم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب کا بلڈ پریشر کے بارہ میں ایک مضمون شائع ہوا۔ سادہ زبان میں بلڈ پریشر جسم میں خون کا دباؤ بڑھ جانے کو کہتے ہیں اور یہ عمر، نسل اور ماحول کے زیر اثر بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً افریقہ کے باشندوں کا بلڈ پریشر عموماً زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جوان لوگوں کا نارمل بلڈ پریشر ۸۰/۱۲۰ ہے۔ اور اگر یہ ۱۰۰/۱۶۰ ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ بلڈ پریشر زیادہ ہے یا اگر ۹۰/۱۴۰ ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ یہ بارڈر لائن ہے اور احتیاط کی ضرورت ہے۔ لیکن ساٹھ پینسٹھ برس کی عمر میں ۹۵/۱۶۰ نارمل کہلاتا ہے۔

بلڈ پریشر عموماً ورزش، گھبراہٹ، خوف اور نامناسب ماحول میں بڑھ جاتا ہے اور ان چیزوں کے دور ہو جانے کے بعد خود بخود ٹھیک ہو جاتا ہے اور اسکے لئے کسی دوا کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بنیادی طور پر اس کی تین اقسام ہیں: پہلی قسم Essential Hypertension میں بیماری کی وجہ معلوم نہیں ہوسکتی اور تقریباً ۹۰ فیصد مریضوں میں یہی ہوتا ہے۔ اس کی وجوہات موروثی ہونے کے علاوہ ماحول کے زیر اثر بھی ہوسکتی ہیں جن میں موٹاپا اور نمک کا زیادہ استعمال شامل ہیں۔

دوسری قسم Secondary Hypertension میں بلڈ پریشر کی زیادتی کی وجوہات عام طور پر معلوم ہوتی ہیں مثلاً گردوں کی بیماریاں یا جسم میں موجود مختلف قسم کے غدود کی بیماریاں۔ اسی طرح دل کی بیماری، زچگی اور بعض ادویات کا استعمال بھی بلڈ پریشر میں اضافہ کرتے ہیں۔ بلڈ پریشر کے دس فیصد مریض اسی قسم کا شکار ہوتے ہیں۔

تیسری قسم میں مریض کا بلڈ پریشر ڈاکٹر اور ہسپتال کا ماحول دیکھ کر بڑھ جاتا ہے۔ اِسے White Coat Hypertension کہتے ہیں۔ مخصوص ماحول سے باہر آنے کے نتیجے میں یہ ختم ہو جاتا ہے۔

بلڈ پریشر بڑھ جانے کی کئی علامات ہیں اور تمام علامات یا کسی علامت کا موجود ہونا ہر دفعہ ضروری بھی نہیں ہوتا۔ تاہم قابل ذکر علامات میں سر کا درد، پیشاب کا بار بار آنا، بار بار نکسیر پھوٹنا، بار بار پسینہ آنا اور دل کی دھڑکن کا تیز ہونا، اپنے دل کی دھڑکن کو خود محسوس کرنا، موت کا خوف اور چھاتی میں درد شامل ہیں۔ اگر بلڈ پریشر بہت زیادہ بڑھ جائے تو اُلٹی، سخت سر درد، جھٹکے، فالج، بیہوشی یا یکدم حرکت قلب کا بند ہو جانا ہو سکتا ہے جس سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

بلڈ پریشر کی تشخیص بہت ہی آسان ہے لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر یہ ایک دفعہ بڑھ جائے تو عموماً بقیہ ساری زندگی اس کی دوا استعمال کرنا پڑتی ہے۔ اس کو کنٹرول میں رکھنے کیلئے بازار میں کئی دوائیں دستیاب ہیں۔ اکثر مریض کچھ دن دوا کا استعمال کر کے پھر ترک کردیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اُن کا بلڈ پریشر اب نارمل ہو گیا ہے۔ لیکن یہ ایک بڑی غلطی ہے کیونکہ دو چار دن کے بعد جب دوا کا اثر خون میں ختم ہوگا تو بلڈ پریشر بڑھ جائے گا اور زیادہ نقصان کا باعث بنے گا۔ دوا ترک کرنے کے بعد بھی بلڈ پریشر کا نارمل ہونا صرف اس وجہ سے تھا کہ دوائی کی کچھ مقدار خون میں موجود تھی۔

مریض کو بعض احتیاطیں بھی پیش نظر رکھنی چاہئیں جو علاج میں مدد دیں گی۔ مثلاً: وزن کم کرنا، روزانہ ورزش کرنا، نمک کا استعمال کم کرنا اور سگریٹ نوشی سے مکمل پرہیز کرنا۔ ماہرین کے مطابق ایک جوان آدمی کو ہفتہ میں ۳ بار نصف گھنٹہ جاگنگ کرنا چاہئے اور بوڑھوں کو اپنی سیر میں اضافہ کر دینا چاہئے۔ اگر مریض علاج اور احتیاطوں کی طرف قدم نہیں بڑھاتا تو بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں جن میں فالج، بینائی کا ضائع ہونا، دماغ کی شریان کا پھٹ جانا، دل کی حرکت کا بند ہو جانا اور گردوں کا فیل ہو جانا شامل ہیں۔

بلڈ پریشر کے دوران چکنائی سے پرہیز لازم ہے اور ایسی اشیاء سے بھی جو چکنائی میں تلی ہوئی ہوں۔ اسی طرح کیک، پیسٹری وغیرہ سے بھی۔ اگر جسم میں کولیسٹرول کی زیادتی ہو تو گوشت کم کھانا چاہئے اور مچھلی اور مرغی کا استعمال زیادہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح گردے، کلیجی، دل سے بھی پرہیز کیا جائے اور گوشت کھانا ہی ہو تو چربی اچھی طرح اتار دیں اور دودھ بھی بغیر بالائی والا استعمال کریں۔ اپنی غذا میں سبزیوں اور دالوں کا زیادہ استعمال کریں اور اپنے وزن میں اضافہ نہ ہونے دیں۔ اسی طرح مریض کو اپنے آرام کا خیال رکھنا چاہئے اور روزانہ چھ سے سات گھنٹے سونا چاہئے۔ بے آرامی سے بھی بلڈ پریشر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

......❀......❀......❀

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲؍فروری ۱۹۹۹ء میں شامل اشاعت مکرم سعید احمد اعجاز صاحب کی ایک غزل سے منتخب اشعار پیش ہیں:

فضائے بیکراں ہے اور مَیں ہوں
مرا عزمِ جواں ہے اور مَیں ہوں
مجھے سوزِ محبت کی قسم ہے
سرورِ جاوداں ہے اور مَیں ہوں
مجھے دینا ہے پیغامِ محبت
مقابل میں جہاں ہے اور مَیں ہوں
ترا دامانِ رحمت اور تُو ہے
مری ننھی سی جاں ہے اور مَیں ہوں

......❀......❀......❀

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

22/10/99 - 28/10/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 22nd October 1999
12 Rajab 1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45	Children's Corner: Workshop No.4 (R)
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 338
	Rec: 30.10.97 (R)
02.25	Tabarukat: by Maulana Abdul Malik Sb
	From Jalsa Salana 1973
03.20	Urdu Class: Lesson No.64 (R)
04.20	Learning Arabic: Lesson No. 18 (R)
04.40	Homeopathic Class: Lesson No.76 (R)
	Rec: 04.04.95 (R)
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Corner: Workshop No.6 (R)
07.05	Quiz: 'History Of Ahmadiyyat No: 11 (R)
	Hosted by F.A.Khaddim Sahib
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.338 (R)
	Rec: 30.10.97
10.00	Urdu Class: Lesson No.64 (R)
11.00	Indonesian Service: Tilawat, Hadith, Nazm
11.30	Bengali Service: Institution of Khilafat
	Speech by Janab Alhaji Ataufiq Sahib
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00	Friday Sermon
14.00	Documentary: Final Games '99
	Presenter: Muzaffar Ahmad Sahib
14.15	Rencontre Avec Les Francaphones
	Session No.21
15.25	Friday Sermon: (R)
16.20	Children's Corner: Class No.6 Part 1
	Presentation of MTA Canada
16.55	German Service: 'Quran And Bible'
18.05	Tilawat,
18.15	Urdu Class: Lesson No.66
	Rec: 19.05.95
19.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.340
	Rec: 05.11.97 (R)
20.40	Children's Class: No.4
	Presentation of MTA Belgium
21.05	Medical Matters: 'Shocks and fainting'
	Host: Dr Mujeeb ul Haq Khan Sahib
21.45	Friday Sermon: (R)
22.50	Rencontre Avec Les Francaphones:
	Session No.22 (R)

Saturday 23rd October 1999
13 Rajab 1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.35	Children's Corner: Class No.6, Part 1 (R)
	Presentation of MTA Canada
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.339 (R)
02.05	Weekly Preview
02.15	Friday Sermon: (R)
03.20	Urdu Class: Session No.65 (R)
04.20	Computer For Everyone: Part 20
04.50	Rencontre Avec Les Francaphones:
	Rec: 02.03.98, Session No. 21 (R)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, Preview, News
07.05	Children's Corner: No.6, Part 1 (R)
	Presentation of MTA Canada
07.35	MTA Mauritus: V arious Items
08.20	Medical Matters: 'Fainting and shock' (R)
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.339 (R)
09.55	Urdu Class: Lesson No.65 (R)
11.05	Indonesian Service: Tilawat, Children's Corner, Nazm, More......
12.05	Tilawat, News, Preview
12.50	Learning Danish: Lesson No. 2
13.20	Computer For Everyone: Part 20 (R)
14.00	Bengali Service: Monetary sacrifice in Islam, more.....
15.00	Children's Class: With Huzoor
15.55	Quiz: Khutbat-e-Imam
	From the Eid Khutbah 1998
16.50	Hakayat-e-Sherien: Story No.1
17.00	German Service:
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.15	Urdu Class: Session No.66
	Rec:19.05.95
19.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.340
	Rec:06.11.97
20.20	Children's Class: With Huzoor
21.20	Concluding Address: Jalsa Salana 99
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV

Sunday 23rd October 1999
14 Rajab 1420

00.05	Tilawat, News
00.40	Quiz: Khutbat e Imam, Eid Khutbah 1998
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.340 (R)
02.05	Canadian Horizon: Children's Class
03.05	Urdu Class: Lesson No.66 (R)
04.25	Learning Danish: Lesson No.2 (R)
04.55	Children's Class: With Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News, Preview
07.10	Concluding Speech Jalsa Salana 1999
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
09.50	Urdu Class: Lesson No.66 (R)
10.55	Indonesian Service: Silsilah Ahmadiyya,.....
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese: Lesson No. 144
13.10	Friday Sermon: (R)
14.10	Bengali Service: Spiritual training of youth
15.10	Weekly Preview
15.25	English Mulaqat: with Huzoor and guests
	Rec: 09/06/96
16.25	Children's Class: Lesson No.34, Final Part
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi, Preview
18.30	Urdu Class: Lesson No.67
	Rec: 08.06.95
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.341
	Rec:11.11.97
20.40	Albanian Programme:Introduction to Islam
21.10	Dars ul Qur'an: No.8, Rec: 11.02.95
22.55	English Mulaqat: With Huzoor & guests(R)
22.56	

Monday 25th October 1999
15 Rajab 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Class: No.33, Final Part (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.341 (R)
02.05	Speech
03.0	Urdu Class: Session No.67 (R)
04.15	Learning Chinese: Lesson No. 144 (R)
04.50	English Mulaqat: with Huzoor and guests
	Rec:09/06/96 (R)
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Class: No.33, Final Part (R)
07.05	Dars ul Quran: No. 7,
	Rec:11/02/95 (R)
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.341 (R)
09.55	Urdu Class: Lesson No.67 (R)
10.55	Indonesian Service: Friday Sermon
	Rec:06.08.99
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian:
13.05	MTA Sports: Kabadi Semi Final
	Rabwah vs Lahore
14.00	Bengali Service:
15.00	Homeopathic Class: Lesson No.76 (R)
	Rec:04.04.95
16.25	Children's Class: With Huzoor
17.00	German Service:
18.05	Tilawat, Darsul Malfoozat
18.30	Urdu Class: Lesson No.68
	Rec:10.06.95
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.342
	Rec: 12.11.97
20.45	Turkish Programme:
21.05	Rohani Khazaine: Arya Dharam
	Hosted by Sayed Mubashir Ahmad Ayaz Sb
22.10	Homeopathic Class: Lesson No.76 (R)
23.30	Learning Norwegian: Class No.39 (R)

Tuesday 26th October 1999
16 Rajab 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Class: (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.342 (R)
02.05	MTA Sports: Kabadi Semi Final (R)
03.00	Urdu Class: Lesson No.68 (R)
04.10	Learning Norwegian: Lesson No.39 (R)
04.40	Homeopathic Class: Lesson No.76 (R)
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: (R)
07.10	Pushto Programme: Friday Sermon
	Rec: 24/04/98
08.15	Rohani Khazaine: Arya Dharam (R)
09.00	Liqa Ma'al Arab: Session No. 342 (R)
10.00	Urdu Class: Lesson No.68 (R)
11.00	Indonesian Service: Tilaawat, dars Quran,..
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Swedish: Lesson No.24
13.00	From The Archives: Friday Sermon
	Rec:16.02.90
13.55	Bengali Service: Inspiring events in tabligh, Aamra Fruit, more,.....
14.55	Tarjumatul Quran Class: with Huzoor
	Lesson No.41 / Rec: 08.03.95
16.00	Children's Corner: Workshop No.5
16.40	Children's Corner: Waqfeen e Nau outing
	Produced by Islamabad, Pakistan
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class: Lesson No.69
	Rec:11.06.95
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.343
	Rec:13.11.97
20.50	Norwegian Item: Contemporary Issues
	Christianity from facts to Fiction
21.30	Hamari Kaenat: Rockets and Satalites
22.00	Tarjumatul Quran Class: Lesson No. 41 (R)

Wednesday 27th October 1999
17 Rajab 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Workshop No.5 (R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.343 (R)
02.20	From the Archives: Friday Sermon (R)
03.10	Urdu Class: Lesson No.69 (R)
04.15	Learning Swedish: Lesson No.24 (R)
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.41 (R)
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Corner: Workshop No.5 (R)
07.15	Swahili Programme: Muzakra Part 1
08.00	Hamari Kaenat: Rockets and Satalites (R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No 343 (R)
10.10	Urdu Class: Lesson No. 69 (R)
10.55	Indonesian Service: Riwayat para sahaba,...
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Spanish: Lesson No.10
13.05	Urdu Mulaqat: With Huzoor and guests
	Rec:24.03.95
14.05	Bengali Service: Friday Sermon
	Rec: 19/02/99
15.10	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.42
	Rec:09.03.96
16.10	Children's Corner: Guldasta
17.00	German Service
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30	Urdu Class: Lesson No.70
	Rec:15.06.95
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.344
	Rec:18.11.97
20.35	MTA France: Source de Lumiere
21.00	MTA Lifestlye: Al Maidah
21.15	Duree Sameen
22.00	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.42 (R)
23.00	Learning Spanish: Lesson No.10 (R)

Thursday 28th October 1999
18 Rajab 1420

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.35	Children's Corner: Guldasta (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.344 (R)
02.05	Urdu Mulaqqat: With Huzoor (R)
03.10	Urdu Class: Lesson No.70 (R)
04.10	Learning Spanish: Lesson No.10 (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.42 (R)
06.05	Tilawat, News
06.50	Children's Corner: Guldasta (R)
07.05	Sindhi Programme: Friday Sermon
	Rec: 18.12.98
08.10	Duree Sameen (R)
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No. 344 (R)
10.00	Urdu Class: Lesson No.70 (R)
11.00	Indonesian Service: Riwayat para sahaba,...
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic: Lesson No.18
13.00	Tabaruknat:by Maulana Abdul Malik Sb
	Speech from Jalsa Salana 1975
14.05	Bengali Service: Q/A with Huzoor, Part 1
	Rec: 26/06/97, From Toronto, Canada
15.05	Homeopathy Class: Lesson No.78
	Rec: 25.04.95
16.10	Children's Corner: Workshop No.6
16.40	Children's Corner: Waqffen e Nau Prog.
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat.
18.30	Urdu Class: Lesson No.71
	Rec:16.06.95
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.345
	Rec: 19.11.97
20.35	Speech: by M.Arshad Ahmadi Sahib
	Topic: Sacrifices of our ancestors
21.00	Quiz: History of Ahmadiyyat, No.11
21.55	Homeopathy Class: Lesson No.78 (R)
23.00	Learning Arabic: Lesson No. 19 (R)
23.15	Our Magazine: from MTA Pakistan

Details of Digital Transmission (in Europe):

Position: 13 East
Video Frequency: 10722 MHz
Polarisation: Horizontal

For Further details please contact 0044 181 870 0922

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 | Friday, October 22, 1999 | Issue No. 43

مجلس انصار اللہ سوئٹزر لینڈ کے

آٹھویں سالانہ اجتماع کا انعقاد

اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے سوئٹزر لینڈ کا آٹھواں کامیاب سالانہ اجتماع انصار اللہ ۱۱، ۱۲ ستمبر بروز ہفتہ اور اتوار مسجد محمود زیورک میں منعقد ہوا۔

آج سے آٹھ سال پہلے ۱۹۹۲ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم بشیر احمد صاحب طاہر کو صدر انصار اللہ مقرر فرمایا اور اسی سال ماہ ستمبر ۱۹۹۲ء میں حضور ایدہ اللہ سوئٹزر لینڈ تشریف لائے تو صدر مجلس نے پہلا اجتماع حضور کی موجودگی میں کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ باوجود انصار اللہ کی قلیل تعداد (کل تعداد ۱۵ ۔ اور حاضر افراد ۱۲) سیدنا حضرت امیر المومنین نے پہلے سالانہ اجتماع انصار اللہ سوئٹزر لینڈ کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد ہر سال یہ اجتماع اللہ کے فضل و کرم سے باقاعدگی سے منعقد ہو رہا ہے۔

اس وقت ملک میں دور دور پھیلے ہوئے انصار کی کل تعداد صرف ۴۵ ہے جبکہ ۱۱ ستمبر بروز ہفتہ بعد نماز عصر افتتاح کے موقع پر حاضری ۲۰ تھی۔

تلاوت قرآن کریم و عہد اور نظم کے بعد صدر مجلس نے مختصر خطاب فرمایا اور پھر درس قرآن مجید دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے سورۃ البقرہ کے ایک تفسیری نوٹ کو پڑھا جس میں حضرت خلیفہ اولؓ نے اعتراضات اور نقطہ چینی کرنے کی عادت سے منع فرمایا ہے۔ اور نصیحت فرمائی ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اوامر و نواہی نوٹ کرتے رہنا چاہئے۔ نیز قرآن مجید کی تلاوت کی عادت ڈالنی چاہئے۔

درس قرآن مجید کے بعد مکرم غلام مصطفیٰ جنجوعہ صاحب نے درس حدیث دیا۔ پھر خاکسار نے درس ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ جرمن ترجمہ بھی کیا جاتا رہا۔

سوا سات بجے شام وقفہ برائے چائے کیا گیا۔ پر تکلف چائے کے بعد مسجد کے بیرونی حصہ کے باغیچہ میں وقار عمل ہوا جس کے انچارج مکرم فدا حسین صاحب وڑائچ تھے۔ بوسیدہ پتے، گھاس پھوس نکالا گیا۔ پودہ جات کی کاٹ چھانٹ کی گئی اور نئے خوبصورت پھولدار پودے لگائے گئے۔

نماز مغرب و عشاء کے بعد رات نو بجے ایک رنگارنگ بزم ادب و بزم سخن کا بندوبست مسجد کے بڑے ڈرائنگ روم میں کیا گیا۔ جہاں ادبی ذوق و شوق رکھنے والے احباب نے اپنے اپنے خوبصورت اشعار خوبصورت انداز میں پیش کئے۔ نیز منتخب شعراء کے منتخب اشعار بھی سنائے گئے۔

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جس کی امامت مکرم صدر مجلس نے کی۔ نماز فجر مکرم ڈاکٹر شمیم قاضی نے پڑھائی اور درس قرآن مجید دیا۔

صبح ناشتہ کے بعد دوسری نشست ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (تعلق باللہ) پر ایک سوئس احمدی دوست نے تقریر کی جو جرمن زبان میں تھی اور اس کا ترجمہ مکرم بشیر احمد طاہر صاحب نے اردو میں کیا۔ ساڑھے دس بجے مختلف علمی مقابلہ جات ہوئے جس کے منتظم ڈاکٹر شمیم قاضی صاحب اور مرزا خلیل احمد صاحب تھے۔ مقابلہ حفظ قرآن اور حدیث کے علاوہ فی البدیہہ تقاریر بھی ہوئیں۔ پیغام رسانی اور مشاہدہ معائنہ کے بھی مقابلہ جات ہوئے۔ ایک بجے دوپہر بعد نماز ظہر و عصر احباب مختلف گاڑیوں میں بیٹھ کر پکنک کے لئے ایک نہایت خوبصورت سرسبز و شاداب وسیع گراؤنڈ میں پہنچے جہاں دوپہر کے کھانے کے بعد متفرق کھیلوں کے پروگرام ترتیب دئے گئے تھے جس میں سب سے زیادہ دلچسپی کا باعث رسہ کشی کا مقابلہ تھا اس کے لئے سات سات افراد کی دو ٹولیاں بنائی گئی تھیں ...... اور ان میں ساٹھ، ستر سال کی جوان انصار بھی شامل تھے وہاں پکنک پر آئے ہوئے مختلف سوئس افراد اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے جوق در جوق جمع ہو گئے اور ہونقا آنکھوں، انگشت بہ دندان حیرت و دلچسپی سے یہ مقابلہ ٹکر ٹکر دیکھنے لگے۔

اس کے علاوہ آہستہ سائیکل چلانے اور کلائی پکڑنے کے مقابلہ جات بھی لوگوں کی خاص توجہ کا حامل رہے۔ تمام انصار جوان ہمتی، جوان دل اور جوان امنگوں کی تصویر بنے ہنستے کھیلتے تمام مقابلوں میں ذوق و شوق سے حصہ لے رہے تھے۔

شام ساڑھے چار بجے ڈھلتے سورج کی سنہری چمکیلی زرد کرنوں نے اس سرسبز و شاداب گراؤنڈ میں اک سحر انگیزی پیدا کر دی تھی۔ گراؤنڈ ہی میں ایک میز لگا کر سادہ سی تقریب انعامات ہوئی۔ نئے شامل ہونے والے انصار بھائیوں کو اھلاً و سھلاً و مرحبا کہا گیا اور انہیں تحائف پیش کئے گئے۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات میں اول اور دوم آنے والے احباب میں انعامات تقسیم کئے گئے اور آخر میں صدر مجلس مکرم بشیر احمد طاہر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں احباب کو ہمیشہ خلافت و نظام جماعت سے وابستہ و پیوستہ رہنے کی تاکید کی اور حضور انور کی صحت و سلامتی اور عظیم کاموں کی تکمیل کے لئے دعا کی درخواست کی۔

آنسو بھری الوداعی دعا کے بعد انصار ایک دوسرے سے بخیر و عافیت رخصت ہوئے۔

(رپورٹ: قریشی اخلاق احمد)

تیرھواں سالانہ اجتماع

لجنہ اماء اللہ ۔ فرانس

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنہ اماء اللہ فرانس کا ۱۳واں سالانہ اجتماع مورخہ ۲۸، ۲۹ اگست بروز ہفتہ اور اتوار بیت السلام مشن ہاؤس سینٹ پری میں منعقد ہوا۔ دونوں دن حاضری ۵۰، ۵۵ کے درمیان رہی۔ بہت سی ناصرات اور چھوٹے بچوں نے بھی شرکت کی۔ چند غیر از جماعت خواتین بھی تشریف لائیں جنہوں نے اجتماع کی کاروائی کو بغور سنا۔ انہوں نے نمائش بھی دیکھی اور مختلف سٹالز سے خریداری بھی کی۔ اجتماع بفضل خدا مجموعی طور پر بہت کامیاب رہا۔ الحمد للہ۔

اس اجتماع کی تیاری ایک ڈیڑھ ماہ قبل شروع کی گئی۔ دو دفعہ عاملہ کا اجلاس بلایا۔ پروگرام مرتب کر کے ہر ممبر لجنہ تک پہنچایا گیا۔ ڈیوٹی لسٹیں تیار کی گئیں۔ ہر شعبہ کو اس کے فرائض و کارکردگی کے بارے میں بتایا گیا۔ لجنہ ہال کو خوبصورتی سے سجایا گیا۔ مختلف اشعار، دعاؤں اور نعروں کے بینرز لگائے گئے۔ دور دراز سے آنے والے مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام بھی کیا گیا۔

اجتماع کا آغاز ہفتہ کے روز صبح تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد ایک حدیث عربی زبان میں پڑھ کر اس کا ترجمہ اور مختصر تشریح پیش کی گئی۔ حدیث کے بعد مکرمہ مسز نسیم دلانوا صاحبہ صدر لجنہ فرانس نے اردو اور فرنچ میں لجنہ کا عہد دہرایا۔ پھر ایک نظم پڑھی گئی۔ بعد ازاں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ فرانس مکرم اشفاق ربانی صاحب نے خطاب فرمایا۔

اپنے خطاب میں آپ نے بتایا کہ صبر اور اطاعت لازم و ملزوم ہیں اور ان دونوں خوبیوں کی طاقت سے دنیا آپ کے قدموں میں ہو گی۔ آپ نے مزید بتایا کہ اجتماع کے دوران بھی بہت سے مواقع صبر کے آتے ہیں۔ بسا اوقات انتظامی کمزوریاں ہوتی ہیں۔ تنقید برائے تنقید نہ کریں، محنت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کریں۔

پھر انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کی روشنی میں بیعت کے بعد جو نور دلوں کو حاصل ہوتا ہے اس کی وضاحت کی اور فرمایا کہ روحانی زندگی میں تقویٰ کی چھڑی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور اس کو چھوڑ کر بے سہارا اور نابینا نہ بنیں۔ آخر میں حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست کی۔ صدقات وغیرہ دینے کے لئے کہا اور فرمایا کہ گھروں کو مسجدیں بنائیں اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد میں دعائیں مانگیں۔

صدر صاحبہ لجنہ فرانس نے اردو اور فرنچ زبان میں خطاب فرمایا۔ آپ نے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا، ان کو خوش آمدید کہا۔ آپ نے گزشتہ وقت کی مشکلات اور موجودہ سہولتوں کا تذکرہ بھی کیا اور امیر صاحب فرانس اور ان کی مجلس عاملہ کی کاوشوں کو سراہا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سب کو اس دینی اجتماع سے بھرپور طور پر مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔ اور اجتماع ہر لحاظ سے کامیاب ہو۔

بعدہ محترمہ عزیزہ سہیل صاحبہ صدر لجنہ غمیس نے حاضرین سے مختصر خطاب کیا اور بتایا کہ ان کی صدارت میں یہ پہلا اجتماع ہے۔ انہوں نے بھی اطاعت کے مضمون کو لیا اور وضاحت کی کہ ہم سب اگر کسی نہ کسی رنگ میں حاکم ہیں تو محکوم بھی ہیں۔ ماتحت بھی ہیں۔ کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے صراط مستقیم پر قدم ماریں۔ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے کئی راستے ہوتے ہیں اور اطاعت تو سیڑھی کا کام دیتی ہے۔ عہدیداران تنظیم کے لئے سیڑھیوں کا کام دیتے ہیں اس طرح ہم قدم بقدم خدا تک پہنچتے ہیں۔ اس لئے خدا تک جانے کے لئے اطاعت کا پیارا راستہ اختیار کریں۔ سراپا اطاعت بن جائیں تو خدا اپنے پیاروں کی بات کبھی نہیں ٹالتا لہذا

باقی صفحہ نمبر ۷ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔